قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

جمعرات 27/ اکتوبر 2022ء | 30/ ربیع الاول 1444 ہجری قمری | 27/ اخاء 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:233

فرمانِ رسولؐ

حضرت سہلؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے ایسا کام بتائیے کہ جب میں اسے کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرنے لگے اور باقی لوگ بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا سے بے رغبت اور بے نیاز ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرنے لگے گا۔ جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس کی خواہش چھوڑ دو، تو لوگ تجھ سے محبت کرنے لگ جائیں گے۔

(ابن ماجہ کتاب الزھد باب الزھد فی الدنیا)

حضرت کعب بن ایاضؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا اِنَّ لِکُلِّ اُمَّۃٍ فِتۡنَۃٌ وَفِتۡنَۃُ اُمَّتِیۡ اَلۡمَالُ کہ ہر امت کی ایک آزمائش ہوتی ہے اور میری امت کی آزمائش مال کے ذریعے ہو گی۔

(ترمذی کتاب الزھد باب ماجاء ان فتنۃ ھذہ الامۃ فی المال)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

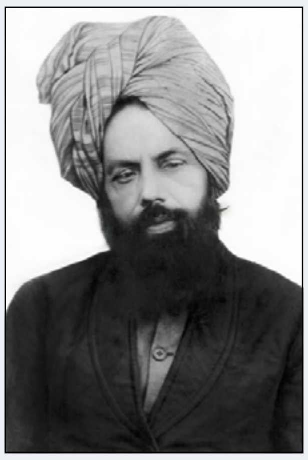

- جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے قمار بازی سے بدنظری سے اور خیانت سے، رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 18-19)

- وہ جو دنیا پر کتوں یا چیونٹیوں یا گدّوں کی طرح گرتے ہیں اور دنیا سے آرام یافتہ ہیں وہ اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتے۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

- دنیا کے کام نہ تو کبھی کسی نے پورے کئے اور نہ کرے گا۔ دنیا دار لوگ نہیں سمجھتے کہ ہم کیوں دنیا میں آئے اور کیوں جائیں گے۔ کون سمجھاوے جب کہ خدائے تعالیٰ نے سمجھایا ہو۔ دنیا کے کام کرنا گناہ نہیں مگر مومن وہ ہے جو درحقیقت دین کو مقدم سمجھے اور جس طرح اس ناچیز اور پلید دنیا کی کامیابیوں کے لئے دن رات سوچتا یہاں تک کہ پلنگ پر لیٹے بھی فکر کرتا ہے اور اس کی ناکامی پر سخت رنج اٹھاتا ہے، ایسا ہی دین کی غمخواری میں بھی مشغول رہے۔ دنیا سے دل لگانا بڑا دھوکہ ہے۔ موت کا ذرہ اعتبار نہیں۔

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم مکتوب نمبر 9 صفحہ 72-73 قدیم ایڈیشن)

ارشاد باری تعالیٰ

اَلۡمَالُ وَالۡبَنُوۡنَ زِیۡنَۃُ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ۚ وَالۡبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیۡرٌ عِنۡدَ رَبِّکَ ثَوَابًا وَّخَیۡرٌ اَمَلًا ﴿۴۷﴾

(الکہف: 47)

ترجمہ: مال اور اولاد دنیا کی زندگی کی زینت ہیں اور باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے نزدیک ثواب کے طور پر بہتر اور امنگ کے لحاظ سے بہت اچھی ہیں۔

فرمان خلیفہ وقت

اس زمانے میں بھی ہم دیکھتے ہیں اس کے مطابق مسلمانوں کی کیا حالت ہے۔ شرم آتی ہے یہ دیکھ اور سن کر کہ مال کمانے کی حرص اور ہوس نے اللہ تعالیٰ کے خوف سے ہی بے پرواہ کر دیا ہے۔ تول میں کمی ہے، ماپ میں کمی ہے، کاروبار میں دھوکہ ہے دکھائیں گے کچھ اور دیں گے کچھ۔ ماحول کے اثر کی وجہ سے بعض دفعہ بعض احمدی بھی اس برائی میں ملوث ہو جاتے ہیں، متاثر ہو جاتے ہیں۔ اپنوں اور غیروں سے بھی دھوکہ ہوتا ہے اور پھر غیروں کے سامنے شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔ چاہے وہ ایک احمدی ہزاروں میں نظر آ رہا ہو۔ کیونکہ احمدیت کا ایک تصور قائم ہے تو جب ایسی مثال نظر آتی ہے تو بہت زیادہ واضح ہو کر اور ابھر کے سامنے آ جاتی ہے۔ ایسے لوگوں کو جو اس قسم کی حرکتوں میں ملوث ہوں سزا بھی دی جاتی ہے، تعزیر بھی ہوتی ہے لیکن ہر احمدی کو یہ خود سوچنا چاہئے کہ اس کا خدا کے ساتھ معاملہ ہے اور مسیح محمدیؑ کے ساتھ ایک عہد بیعت کیا ہے، بیعت کی تجدید کی ہے کہ ہم تمام برائیوں سے بچتے رہیں گے۔ تو اس کے بعد بھی اگر ایسی حرکتیں ہوں تو پھر کیا ایسا عمل کرنے والا اس قابل ہو گا کہ جماعت میں رہ سکے۔

(خطبہ جمعہ 7 مئی 2004ء خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 304-305)

اس شمارہ میں

- آپ سے جو ہمیں عاشق ہوگئی (منظوم)
- میوہ ہائے دین کا الفضل، دسترخوان ہے
- حضرت منشی محمد عبداللہؓ۔ سیالکوٹ
- واقعۂ افک – تاریخ کے آئینہ میں
- حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا دورۂ امریکہ 2022ء
- آؤ! اُردو سیکھیں

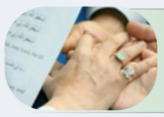

دربارِ خلافت

آسٹریلیا خدام کے ساتھ ورچوئیل ملاقات میں مغربی دنیا میں رہنے والے نوجوانوں کو نصائح

سوال: کچھ لوگ کم محنت کے ساتھ بہت کچھ حاصل کر لیتے ہیں۔ جبکہ کچھ لوگ بہت زیادہ محنت کرتے ہیں لیکن پھر بھی کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔ہمیں کس طرح پتہ چل سکتا ہے کہ آیا قسمت ہے یا محنت میں کمی کا باعث ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ’’آپ کو کس طرح پتہ کہ انہوں نے صحیح معنوں میں محنت کی یا نہیں۔آپ کو صرف اپنے بارے میں ہی پتہ ہے۔بعض اوقات لوگ کہتے ہیں کہ میں نے فلاں مضمون کو سیکھنے کے لیے 2 گھنٹے لگائے اور میں نے یہ کام بھی آسانی سے کر لیا اور کم محنت سے کر لیا۔ کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کو خداداد صلاحیتیں عطا ہوتی ہیں اور وہ مشکلات کا حل جلدی نکال لیتے ہیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ ہر کام میں بہت اچھے ہوں۔ کبھی کچھ لوگ ریاضی میں اچھے ہوتے ہیں کچھ جغرافیہ میں کچھ فزکس میں اور کچھ دوسرے مضامین میں کچھ بہت آسانی سے ہندسوں کو یاد کر لیتے ہیں اور کچھ ہوتے ہیں جن کو اعداد وشمار میں تو دِقت ہوتی ہے لیکن وہ تاریخ کو بہت اچھی طرح یاد رکھتے ہیں۔ چنانچہ دنیا میں لوگ مختلف صلاحیتوں اور قابلیتوں کے پائے جاتے ہیں۔ لیکن عام طور پر لوگوں کا معیار درمیانی سطح کا ہوتا ہے۔اور ان کو کچھ سیکھنے اور کام مکمل کرنے میں وقت لگتا ہے۔تو بانسبت اس کے اس کو دیکھا جائے کہ دوسرے نے کیا کوشش کی ہے یا محنت کی ہے آپ کو ہر کام کو اپنی صلاحیتوں کے مطابق کرنا چاہیے۔تو ہر کامیابی کے لیے آپ کو محنت کرنی ہو گی۔ اگر آپ محنت کرتے ہیں تو اپنے مقصود کو پا لیں گے اور اللہ تعالیٰ بھی آپ کی مدد کرے گا۔اور اس کے ساتھ ساتھ ایک مسلمان ہونے کے ناطے اور احمدی ہونے کے ناطے خدا تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے آپ کی مدد کرے اور اس کو آپ کے لئے آسان کر دے۔تو اس طرح سے اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرے گا اور آپ کم وقت میں یا کم محنت کے ساتھ یا بہتر رنگ میں اپنے ٹارگٹ کو پا لیں گے۔‘‘

سوال: پیارے حضور یہاں پر زیادہ تر خدام ایسے ہیں جو یہاں پیدا ہوئے یا پھر برصغیر سے یہاں آئے ہیں۔ ان دونوں میں ایک کلچر کا فرق ہو جاتا ہے۔تو خدام الاحمدیہ کو اس فرق کو دور کرنے کے لئے کیا کرنا چاہیے تا کہ کام ہم آہنگی کے ساتھ ہو سکے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ’’جو یہاں پیدا ہوئے ہیں ان کی ذہنیت مختلف ہے۔جس ماحول میں وہ پلے بڑھے ہوئے ہیں وہ مختلف ہے۔لیکن ایک بڑی تعداد ایسی بھی ہے جنہوں نے پاکستان اور دوسرے ممالک سے ہجرت کی کچھ فجی سے آئے ہیں ان کا تو ماحول ایک ہی ہے۔فرق صرف ان کے مابین ہے جو پاکستان سے آئے ہیں۔اور جو غیر پاکستانی ہیں جو آسٹریلیا میں یا کسی اور مغربی ملک میں پلے بڑھے ہیں۔اس لیے میں ہمیشہ کہتا آیا ہوں کہ والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کی بچپن سے ہی تربیت کریں۔ ان کو بتائیں کہ وہ کون ہیں مذہب کی اہمیت کیا ہے وہ احمدی مسلمان کیوں ہیں اور ان کو کیوں دن میں پانچ نمازیں ادا کرنی چاہیے اور ان کو قرآن کریم کی تلاوت کیوں کرنی چاہیے اور اوامر و نواہی سیکھنے چاہیے اور ان پر ہمیں کیوں عمل کرنا چاہیے اس طریق سے بچوں کو علم ہو گا کہ ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں اور ہم کون ہیں۔ پھر اگر وہ مغربی ماحول میں بھی بڑے ہوئے ہیں۔تو ان میں اچھے اور برے میں تمیز کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی۔انہیں پتہ ہو گا کہ یہ وہ بد اخلاقیاں ہیں جن کا مغربی کلچر تو اجازت دیتا ہے لیکن اسلام منع کرتا ہے۔مثلاً اسلام مَردوں کو کہتا ہے کہ ہمیشہ غضِ بصر سے کام لیا کرو اور کھلے طور پر عورتوں کو نہ دیکھا کرو۔اور ایسی چیز کا مزہ نہ لو جو کہ اخلاقی طور پر بری ہے۔اسی طرح سے اسلام عورتوں کو بھی کہتا ہے کہ ان کو بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھنی چاہیے اور پردہ کرنا چاہیے تا کہ ان کی خوبصورتی مردوں کو آزادانہ طور پر دکھائی نہ دے۔آج کل مختلف قسم کی ترجیحات ہیں۔تو یہ سب کچھ اسلام میں بد اخلاقی مانی جاتی ہے۔ پس ہمیں ان کی بچپن سے ہی تربیت کرنا ہو گی۔ یہ والدین کی ذمہ داری ہے اور یہ خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کی بھی ذمہ داری ہے کہ انہیں بتائیں کہ یہ اچھی باتیں ہیں اور یہ بری باتیں ہیں۔ یہ وہ باتیں ہیں جو خدا تعالیٰ کو پسند نہیں ہیں۔ان باتوں کے متعلق ہماری یہ تعلیم ہے کہ ہم ان سے بچ کر رہیں۔ پس اس کام میں محنت کرنا ہو گی۔صرف خدام الاحمدیہ ہی نہیں بلکہ والدین کو بھی اس میں شامل ہونا ہو گا۔اور ان کو انصار اللہ خدام الاحمدیہ اور لجنہ کے تحت تعلیم دینا ہو گی کہ وہ اپنے بچوں کی گھروں میں کیسے تربیت کر سکتے ہیں۔ یہ ایک مشکل کام ہے مگر آپ کو اس چیلنج کا سامنا کرنا ہو گا۔آپ کو سخت محنت کرنا ہو گی۔اور اگر والدین بھی مدد کر رہے ہوں گے اور اپنے بچوں کی گھروں میں تربیت کر رہے ہوں گے اور اطفال الاحمدیہ کی تنظیم بھی اس بات میں محنت کر رہی ہو گی کہ وہ بچوں کو اس بات سے آگاہ کریں کہ جو کچھ وہ سکولوں میں سیکھتے ہیں ان میں سے کیا اچھا ہے اور کیا برا ہے۔کیونکہ انہیں سکولوں میں آجکل مختلف تربیت ملتی ہے۔آزادی اظہار اور پسند ناپسند کی آزادی کے نام پر کچھ غیر اخلاقی باتیں بچوں کے ذہن میں آ رہی ہیں۔اور وہ سوچتے نہیں ہیں بلکہ بالکل خیال نہیں رکھتے وہ اچھے اور برے کے درمیان فرق نہیں کر سکتے۔ پس ہمیں ان کو بتانا ہو گا کہ کیا برا ہے اور کیا اچھا ہے اور ان چیزوں کا ان کے مستقبل کی زندگی پر کیا اثرات ہوں گے؟ اور اگر آپ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ سے کس طرح کا سلوک کرے گا اگر آپ اس پر عمل نہیں کریں گے۔تو بچپن سے ہی ہمیں بچوں کے ذہنوں میں اس بات کو ڈالنا ہو گا کہ ہمیں اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنا چاہیے اور ہمیں ان اخلاق کو اپنانے کی ضرورت ہے جو ہمیں اللہ تعالیٰ اور اسلامی تعلیمات نے سکھائے ہیں۔‘‘

(مؤرخہ 26 جون 2022ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن کی 30 ستمبر 2022ء)

آپؐ سے جو ہمیں عاشقی ہو گئی

آپؐ سے جو ہمیں عاشقی ہو گئی
نورِ فرقاں سے بھی دوستی ہو گئی

دو جہاں کو خبر مرشدی ہو گئی
چاند نکلا تو پھر چاندنی ہو گئی

آپؐ کے جو مبارک قدم ہیں پڑے
دیکھتے دیکھتے روشنی ہو گئی

بارشِ رحمتِ دو جہاں ہو گئی
دشت و صحرا میں بھی دلکشی ہو گئی

ظلمت و جور بھی سر نگوں ہو گئے
ہم زباں ہم قدم دلبری ہو گئی

دشمنانِ حرم گنگنانے لگے
مثلِ صدق و صفا زندگی ہو گئی

نامِ احمدؐ کا وردِ مبارک چلا
نور سے یہ زمیں بھی دھنی ہو گئی

صنفِ نازک کو بخشی ہے تو نے قبا
خاک تھی جو کبھی چاندنی ہو گئی

چومتے ہی قدم میں دھنی ہو گئی
حوضِ کوثر کو پا کر غنی ہو گئی

فہمیدہ بٹ۔جرمنی

روزنامہ الفضل لندن
مدیر ابو سعید

اداریہ

میوہ ہائے دین کا الفضل، دستر خوان ہے

روز نامہ الفضل آن لائن کی ایک مستقل قاری اور منجھی ہوئی شاعرہ مکرمہ منصورہ فضل من نے احمدیت کے دائمی مرکز قادیان دار الامان سے اپنا منظوم کلام الفضل آن لائن میں اشاعت کے لیے بھجوایا۔ خاکسار نے جب اس کو بغور پڑھا تو اس کے ایک شعر نے مجھے آگے بڑھنے سے روک کر بار بار داد لی۔ وہ شعر یوں ہے:

نعمتیں چُن دی گئیں ہیں اس کے ہر قرطاس پر
میوہ ہائے دین کا الفضل، دستر خوان ہے

اس شعر میں بیان وسیع وعریض حسین مضمون کو الفضل پر لاگو کرنے سے قبل اس شعر میں بیان الفاظ کے لغوی معانی جاننا ضروری ہیں۔

- نعمتیں: نعمت کی جمع ہے یعنی ایسی ثروت، مال و دولت اور عطیہ جو غیر متوقع طور پر ملے۔ اسے نعمت مترقبہ بھی کہتے ہیں۔
- چُن دینا: ترتیب دینا اور سلیقہ سے رکھنا۔ دستر خوان چُننا محاورہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے کہ تمام کھانوں کو ترتیب کے ساتھ مہمانوں کے لیے رکھنا یعنی کھانے کی چیزیں لگانا۔
- قرطاس: یعنی کاغذ
- میوہ ہائے دین: میوہ کا لفظ خشک اور تازہ پھلوں کے لیے یکساں طور پر استعمال ہوتا ہے۔ میوہ ہائے دین کے معانی ہوئے دینِ اسلام کے تمام میٹھے اور خوش ذائقہ پھل۔
- الفضل: 109 سالوں سے جاری جماعت احمدیہ کا اردو آرگن۔
- دستر خوان: رومال یا چادر جس پر کھانا چُنا جاتا ہے۔ پنجابی زبان میں اسے ''پونا'' کے لفظ سے یاد کرتے ہیں۔ جس میں ماضی کی خواتین روٹی، پراٹھا اور نان لپیٹ کر رکھا کرتی تھیں۔ چونکہ زمین پر بیٹھ کر کھانا کھانے کا رواج تھا اس لیے ان پونوں کو سلائی مشین کے ذریعہ سی کر دستر خوان کے طور پر بھی استعمال کرتی رہیں۔ 1970ء کی دہائی میں خاکسار جب مربی بن کر فیلڈ میں گیا تو گاؤں میں تمام شادیوں اور فنکشنز میں زمین پر دستر خوان بچھا کر مہمانوں کو کھانا کھلایا جاتا۔ انہی دنوں پہلی دفعہ سفید رنگ پر مشتمل چادروں کو بطور دستر خوان دیکھا گیا۔ جماعتی فنکشنز جیسے ضلعی و علاقائی اجتماعات اور میٹنگز میں بھی کھانا کھلانے کا یہی طریق رائج رہا۔ حتیٰ کہ آج پختونوں اور بلوچیوں نے اپنے اس آبائی طریق کو نہیں چھوڑا۔ یہاں لندن میں بعض ایسے ریسٹورنٹس ابھی بھی اس حوالہ سے مشہور ہیں جہاں زمین پر دستر خوان بچھا کر کھانا کھلایا جاتا ہے۔ 2019ء میں خاکسار جب مرکزی

نمائندہ کی حیثیت سے سیرالیون مغربی افریقہ گیا تو وہاں پر بھی ایسے ہی دستر خوانوں پر زمین پر بیٹھ کر احباب جماعت کو کھانا کھاتے ہوئے دیکھا۔

آج ان دستر خوانوں کی جگہ ڈائننگ ٹیبلز نے لے لی ہے۔ جن پر گھریلو خواتین اسی طرز اور سلیقے سے مہمانوں کے لیے کھانا ترتیب سے چنتی ہیں جس طرح دستر خوانوں پر چُنا کرتی تھیں۔ آج کل کی پڑھی لکھی بچیاں ڈائننگ ٹیبل پر کھانا لگاتے ہوئے پھولوں اور موم بتیوں سے بھی میز کو آراستہ کرتی ہیں اور ساتھ ہی اکثر سائڈ ٹیبل رکھ کر اس پر پانی یا سوئٹ ڈش رکھ دیتی ہیں۔ میز پر سوپ کی ڈشیں اور ایپیٹائزر بھی رکھتی ہیں جن کو کھانا تناول کرنے سے پہلے زیر استعمال لایا جاتا ہے تا کہ بھوک کی اشتہا میں اضافہ ہو۔

اوپر بیان شدہ تناظر میں اب ہم الفضل آن لائن کے دستر خوان کا جائزہ لیتے ہیں جس کا ذکر موصوفہ نے اپنے منظوم کلام میں کیا ہے۔ جس طرح پرانے دور میں دستر خوان سجتا تھا اور آج کے دور میں ڈائننگ ٹیبل، بالکل اسی طرح پہلے الفضل اخبار کی صورت میں روزانہ چھپ کر گھر گھر میں پہنچایا جاتا تھا اسی طرح آج کے جدید دور میں الفضل آن لائن آپ کے کمپیوٹر، موبائل فون یا ٹیبلیٹ وغیرہ پر روزانہ صبح صبح آپ کو ناشتہ کی میز پر پڑھنے کو ملتا ہے۔

ادارہ الفضل کی ٹیم اس رنگ میں یہ علمی، تربیتی، اخلاقی، روحانی، معاشرتی اور معاشی دستر خوان سجاتی ہے کہ اس سے فائدہ اٹھانے والے ہر مرد و خاتون کو اس دستر خوان پر ہر وہ چیز میسر آتی ہے جو قوت لا یموت کے لیے ایک انسان کو مادی ڈائننگ ٹیبل پر نہ صرف ملتی ہے بلکہ اس کی اپروچ میں ہوتی ہے۔ اگر ایپیٹائزر یا قسما قسم کے سوپس کا ذکر کیا جائے تو الفضل آن لائن کے صفحہ اوّل پر ایک ہی موضوع پر قرآنی آیت، ارشاد نبویؐ، ارشاد مسیح موعودؑ اور وقت کی آواز ارشاد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ موجود ہوتے ہیں جن کو پڑھ کر انسان کی اشتہا میں اضافہ ہوتا ہے اور اگلے صفحات کو پڑھنے کی طلب ہوتی ہے۔ ایپیٹائزر کا لفظ ان معنوں میں کینیڈا سے ہماری ایک قاری مسز بشریٰ ارشد نے سب سے پہلے استعمال کیا تھا۔ ہمارے ایک اور کرم فرما قاری نے الفضل کے صفحہ اوّل کو ڈیوڑھی کا نام دے رکھا ہے۔ جس طرح کسی گھر میں داخل ہوتے ہوئے ڈیوڑھی سے گزرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح الفضل میں داخل ہوتے وقت صفحہ نمبر1 سے گزرنا پڑے گا۔ جس طرح دیہاتوں میں خواتین نے اپنے گھروں کی ڈیوڑھیوں کو نقش و نگار اور سینریز سے سجا رکھا ہوتا تھا تا گھر میں داخلے کا پہلا تاثر اچھا قائم ہو اور اندر سے گھر دیکھنے کا شوق بڑھے۔ اسی طرح الفضل کی ڈیوڑھی کو قرآنی آیت، حدیث، ارشاد مسیح موعودؑ اور خلیفۃ المسیح کے ارشاد سے خوب سجایا جاتا ہے تا ایک قاری کے لئے پہلا تاثر اچھا قائم ہو۔

آغاز ہی میں مہمانوں کی مشروبات سے تواضع کی جاتی ہے۔ گویا کہ الفضل کا صفحہ نمبر 2 مشروب کا کام دیتا ہے ٹھنڈا اور میٹھا۔ جس میں دربار خلافت میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کا تربیتی ارشاد اور طبیعت کو سکون پہنچانے کے لیے ایک نظم کو بطور مشروب پیش کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد ادارہ کی کوشش ہوتی ہے کہ مین ڈش کے طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات، خطابات، تقاریر، محافل میں گفتگو، ورچوئل ملاقاتیں نیز This week with Hazoor پیش کیا جائے۔ پھر اس میں خلفاء کے ارشادات، تحریکات اور فرمودات کا بگھار لگایا جاتا ہے۔ قارئین کی روحانیت کی تقویت کو بڑھانے اور جذبات کو ابھارنے کے لیے صحابہ رسولؐ اور صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کے واقعات اور تاریخ و سوانح پر مضامین موجود ہوتے ہیں۔ ایک اہم چیز احکام خداوندی کے نام سے موجود ہے۔ دیگر ڈشوں میں دعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے، ربط ہے جان محمدؐ سے میری جان کو مدام، خلافت سے مضبوط تعلق قائم رکھنے کی ڈشز کے علاوہ سلاد کے طور پر جو کہ آج کے دور میں کھانے کا ایک لازمی حصہ ہے فقہی کارنر، سبق آموز باتیں اس روحانی دستر خوان کا حصہ ہیں۔ ایک اور مین ڈش جس کو ہم ترکاری کا نام دے سکتے ہیں وہ قارئین اور محبین الفضل کے مضامین، آرٹیکلز اور تحریرات ہیں۔ جن کے بغیر کھانے کی میز نہیں سجتی۔ درمیانی مشروبات کے طور پر ہر شمارہ میں مختلف ممالک کی رپورٹس اور جائزے پیش کیے جاتے ہیں۔ سوئٹ ڈش کے طور پر اداریے ہیں جو کھانے کی رونق بڑھاتے ہیں اور دستر خوان کا تعارف بھی بنتے ہیں جیسے کہ زیر تحریر اداریہ ہے۔ اس کے علاوہ جس طرح باربی کیو کا موسم ہوتا ہے بالکل اسی طرح الفضل میں شائع ہونے والے مختلف مواقع کے الفضل نمبر ہیں جیسے کہ خلافت نمبر، جلسہ سالانہ نمبر، ربیع الاوّل نمبر، یوم مسیح موعود نمبر اور یوم مصلح موعود نمبر وغیرہ جن کا اس موقعے کے لحاظ سے اپنا ہی ایک لطف ہوتا ہے بطور باربی کیو پیش کئے جاتے ہیں۔ ہمارے مشرقی کھانوں میں بریانی اور پلاؤ کے ساتھ رائتے اور چٹنیوں کا بہت رواج ہے جس کے بنا کھانا ادھورا مانا جاتا ہے۔ الفضل نے اس کی کمی کو پورا کرنے کے لئے خواتین کے لیے ''حدیقۃ النساء'' کے نام سے ایک سلسلہ جاری کیا ہے جس میں بہترین مضامین کے ساتھ ساتھ کوئی نا کوئی مشورہ بھی چھپا ہوتا ہے جیسے ''شکر گزاری کی عادت، بے سکونی اور ڈپریشن سے بچاؤ''، ''گرمی کی چھٹیاں کیسے گزاریں''، ''گھر بستے بستے بستے ہیں''، ''اے چھاؤں چھاؤں شخص! تری عمر ہو دراز'' کے زیر عنوان عابد خان صاحب کی ڈائری سے جو ایک ورق شیئر کیا جاتا ہے وہ ایسے سنیکس کا کام کرتا ہے جسے ایک بار کھائیں تو بس پھر چھوڑنے کو دل نہیں کرتا اور اسی طرح جب یہ ورق ختم ہوتا ہے تو دل چاہتا ہے ابھی اور ہوتا تو مزا دوبالا ہو جاتا ہے۔

بقیہ صفحہ 4 پر

غلام مصباح بلوچ۔ استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا

حضرت منشی محمد عبد اللہؓ۔ سیالکوٹ

حضرت منشی محمد عبد اللہ رضی اللہ عنہ ولد میاں امام الدین کشمیری اصل میں موضع صالح پور ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے، بعد ازاں محلہ اسلام آباد سیالکوٹ میں رہائش اختیار کی۔ آپؓ نے محکمہ چونگی میں بطور انسپکٹر 34 سال ملازمت کی جہاں سے ریٹائرمنٹ لینے کے بعد 1939ء میں ہجرت کر کے قادیان آگئے اور محلہ دار البرکات میں رہائش رکھی۔ آپؓ بیان کرتے ہیں: ’’میں جبکہ 13-14 سال کی عمر کا تھا اور اپنے گاؤں صالح پور ضلع سیالکوٹ میں دوسری یا تیسری جماعت میں پڑھا کرتا تھا۔ اس زمانہ میں مَیں نے خواب میں دیکھا کہ شہد کی مکھیاں ہمارے گاؤں پر بادل کی طرح چھاگئی ہیں اور لوگ جان بچانے کے لیے ایک بڑ کے درخت کے نیچے پناہ گزیں ہیں، لوگوں میں ایک خاص قسم کی افراتفری تھی، بالکل قیامت کا نمونہ تھا۔ اتنے میں شور اٹھا ’’عیسیٰ آ گیا، عیسیٰ آ گیا‘‘۔ یہ الفاظ میرے دل پر نقش ہو گئے۔ اس کے چند سال بعد میں نے سیالکوٹ شہر میں اپنے ایک رشتہ دار کے مکان پر رہائش اختیار کی۔ مرحوم و مغفور مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی جو ان دنوں گورنمنٹ سکول میں پڑھایا کرتے تھے، سے میں نے پڑھنا شروع کیا‘‘ (بشارات رحمانیہ از عبد الرحمٰن مبشر) رجسٹر روایات صحابہ میں آپ نے اپنی بیعت 4/نومبر 1902ء بتائی ہے لیکن ساتھ ہی بتاتے ہیں ’’جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیالکوٹ تشریف لائے۔‘‘ اگر حضرت اقدسؑ کے سفر سیالکوٹ کے دوران بیعت کی توفیق پائی تو یہ سفر 1904ء میں ہوا تھا، 1902ء میں کوئی سفر سیالکوٹ نہیں ہوا لہٰذا یہ سہو ہے۔ بشارات رحمانیہ کے مطابق آپؓ نے 1902ء میں تحریری اور 1904ء میں سفر سیالکوٹ کے موقع پر دستی بیعت کا شرف حاصل کیا۔

آپؓ اپنی روایات میں مزید فرماتے ہیں:

’’1۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیالکوٹ میں اپنے دعویٰ کرنے کے بعد 4 نومبر 1902ء (یہ سفر 1904ء میں ہوا تھا۔ ناقل) کو واپس قادیان تشریف لے گئے تو حضور نے ان لوگوں کے نام طلب فرمائے جنہوں نے سیالکوٹ کے احمدیوں کو تکالیف دی تھیں۔ جب نام تحریر کئے گئے تو اس کے چند دن بعد سیالکوٹ میں بہت غلیظ طاعون پھوٹ پڑی تو خدا تعالیٰ قادر و قہار نے چن چن کر ان لوگوں کے خاندانوں کو تباہ کر دیا فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ

2۔ ایک مخالف تھا جب اس کو طاعون ہوئی تو اس نے حکیم حسام الدین صاحب کو بلایا۔ آپ نے آ کر اس کو صرف اتنا کہا کہ ’’یہ کالا ناگ ہے۔ اس کے نزدیک مت جاؤ۔‘‘ جب وہ قریب المرگ ہوا تو بیوی بوجہ محبت اس سے چمٹ گئی اور درحقیقت وہ عورت موت کو مول لے رہی تھی۔ اسی طرح اس کی بچی نے کیا اور اس طرح سے اس کے خاندان کے 19 افراد ہلاک ہو گئے۔

3۔ ایک دفعہ مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے حضورؑ سے دریافت کیا۔ ’’حضور کیا کبھی آپ کو بھی ریا پیدا ہوا ہے؟‘‘ حضور نے جواب دیا۔ ’’اگر ایک آدمی جنگل میں مویشیوں کے درمیان نماز پڑھ رہا ہو تو کیا اس کے دل میں کبھی ریا پیدا ہو سکتا ہے۔‘‘ مطلب یہ تھا یہ لوگ مثل بے سمجھ جانوروں کے ہیں۔ ان کو انسان بنانے کے لئے حضور تشریف لائے ہیں۔‘‘ (رجسٹر روایات صحابہ نمبر 3 صفحہ نمبر 154) آپؓ مخلص احمدی اور دعا گو بزرگ تھے۔ تبلیغ کا خاص ملکہ اور شوق رکھتے تھے۔ 1915ء میں حضرت میر قاسم علی صاحبؓ اور حضرت سید سرور شاہ صاحبؓ سیالکوٹ دورہ پر تشریف لائے اور مختلف لیکچر دیے جن میں سے ایک لیکچر حضرت منشی عبد اللہ احمدی کے مکان پر ہوا۔ (الفضل 19/ستمبر 1915ء صفحہ 15) مورخہ 31/اگست 1966ء کو قریباً 100 سال کی عمر میں سیالکوٹ میں وفات پائی اور بوجہ موصی (وصیت نمبر 2772) ہونے کے بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔ آپؓ کی اہلیہ حضرت امیر بی بی صاحبہ نے بھی 4/نومبر 1904ء کو بیعت کی توفیق پائی، 1/3 حصہ کی موصیہ تھیں، مورخہ 22/جون 1968ء کو بعمر 82 سال سیالکوٹ میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن کی گئیں۔ اولاد میں خواجہ عبد السلام، خواجہ عبد الحئی بٹ، خواجہ عبد الرحمٰن اور ایک بیٹی امۃ الحئی اہلیہ میاں محمد انور تھے، آپ کی وفات کے وقت آخری دو بیٹے اور بیٹی حیات تھے۔ (الفضل 3/ستمبر 1966ء صفحہ 8، رسالہ مصباح قادیان یکم مارچ 1935ء صفحہ 17، الفضل 3/جولائی 1968ء صفحہ 8، الفضل 14/فروری 1936ء صفحہ 2 کالم 1) آپ کے بیٹے مکرم خواجہ عبد السلام بٹ صاحب بی اے بی ٹی کینیا (مشرقی افریقہ) چلے گئے تھے جہاں 1944ء میں ایک رات ڈاکوؤں نے ان کے مکان پر ڈاکہ مارا جن کا مقابلہ کرتے ہوئے جاں بحق ہو گئے۔

(الفضل 12 جنوری 1944ء صفحہ 6)

(نوٹ: آپ کی تصویر الفضل ربوہ 26/جنوری 1967ء۔ جلسہ سالانہ نمبر سے لی گئی ہے۔)

بقیہ: میوہ ہائے دین کا الفضل، دستر خوان ہے...... از صفحہ 3

الفضل آن لائن میں جو مضامین بالاقساط طبع ہوتے ہیں ادارہ ان سب کو یکجا کر کے کتابی صورت میں اپنے قارئین کے سامنے پیش کرتا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے ایک کباب پلیٹر میں ہر قسم کے کباب موجود ہوں اور آپ کو دستر خوان پر ادھر ادھر دیکھنے کی ضرورت نا پڑے بلکہ ایک جگہ بیٹھے ہوئے آپ اس سے لطف اندوز ہوں۔ لہٰذا ایک ہی pdf میں یہ سب اکٹھا مل جاتا ہے اور قارئین اس لطیف روحانی غذا کا مزہ برقرار رکھتے ہوئے اس سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

پھر آج کل کھانے کی میز پر میٹھی سونف، ٹافیاں یا چاکلیٹ وغیرہ رکھ دی جاتی ہیں وہ دعا کا تحفہ کی صورت میں قارئین کو پیش کیا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں یہ طریق بھی ہے اور بہت مبارک طریق ہے کہ دعوت کے بعد اجتماعی دعا کروائی جاتی ہے۔ اس روحانی دستر خوان سے فیضیاب ہونے کے بعد قارئین ان تمام کے لیے دعا کرتے ہیں جنہوں نے کسی نہ کسی رنگ میں اسے تیار کرنے اور اس کی نشرو اشاعت میں حصہ لیا ہے۔ یہ دعا ایسے ہی ہے جیسا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مادی دستر خوان کے میزبان کے لئے اس کے اموال میں برکت کے لئے یہ دُعا سکھائی ہے۔

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَھُمْ فِی مَا رَزَقْتَھُمْ وَاغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ

(مسلم کتاب الاشربہ)

کہ اللہ برکت دے ان کی روزی میں، بخش دے ان کو اور رحم کر ان پر۔

یہ وہ میوہ ہائے دین ہیں جن کا ذکر شاعر نے اپنے شعر میں کیا ہے۔

نعمتیں چُن دی گئیں ہیں اس کے ہر قرطاس پر
میوہ ہائے دین کا الفضل، دستر خوان ہے

اس سارے مضمون پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد پورا ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’جس قدر سچائی کے بھوکے اور پیاسے ہیں ان کو بکثرت طیب غذا صداقت کی اور شربت شیریں معرفت کا پلایا جائے گا اور علوم حقہ کے موتیوں سے ان کی جھولیاں پُر کر دی جائیں گی اور جو مغز اور لب لباب قرآن شریف کا ہے اس عطر کے بھرے ہوئے شیشے ان کو دئے جائیں گے۔‘‘

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 141-142 حاشیہ)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس روحانی و علمی مائدہ سے بھرپور استفادہ کی توفیق دے۔ آمین

(ابوسعید)

دعا کا تحفہ

نماز تہجد کی ایک دعا

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ رسول کریمؐ بالعموم نماز تہجد میں اس دُعا کے ساتھ نماز کا آغاز فرماتے تھے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ جِبْرِیْلَ وَمِیْکَالَ وَاِسْرَافِیْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَةِ اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِكَ فِیْمَا کَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ اِھْدِنِیْ لِمَا اخْتُلِفَ فِیْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ تَھْدِیْ مَنْ تَشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

(مسلم کتاب صلوٰۃ)

ترجمہ: اے اللہ! جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کے ربّ! زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے! پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والے تو ہی اپنے بندوں کے درمیان ان باتوں میں (آخری) فیصلہ فرمائے گا جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ (مولیٰ!) مجھے اپنے اذن (خاص) سے حق و صداقت کی ان باتوں میں (بھی) ہدایت و راہنمائی نصیب فرما جن میں اختلاف کیا گیا ہے۔ تو ہی جسے چاہتا ہے راہ راست کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 69)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

ابومصور خان

واقعہ اُفک - تاریخ کے آئینہ میں

قسط 2۔ آخری

واقعہ اُفک اور اس سے ملنے والے سبق

قرآن کریم نے جب اس واقعہ کاذکر کیا تو کچھ اصولی باتیں بیان فرمائیں۔ مثلاً:

1. معاشرے میں اس طرح کی برائیوں کے سد باب کے لئے قوانین و ضوابط نازل ہوئے۔
2. ایک بات یہ بتائی کہ منافقین کی طرف سے جو ہنگامہ برپا کیا گیا تھا ہر چند کہ ایک تکلیف دہ گھڑی تھی لیکن لَا تَحۡسَبُوۡهُ شَرًّا لَّكُمۡ ؕ بَلۡ هُوَ خَيۡرٌ لَّكُمۡ انجام کار تمہارے لئے خیر و برکت کا باعث ہی بنی۔
3. اور ایک بہت ہی بنیادی حکم اور تعلیم یہ دی کہ اس طرح کی جب بھی کوئی بات ہو تو مومن کا کام یہ ہے کہ وہ خیر اور بھلائی کی سوچ اپنے اندر پیدا کرے لَوۡلَاۤ اِذۡ سَمِعۡتُمُوۡهُ ظَنَّ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتُ بِاَنۡفُسِهِمۡ خَيۡرًا اور سب سے پہلا ردعمل یہ ہونا چاہیے هٰذَاۤ اِفۡكٌ مُّبِيۡنٌ۔ یہ تو ایک جھوٹ اور اتہام ہی ہے۔
4. اور جو اس طرح کی بات کرنے والے ہیں یا الزام لگانے والے ہیں ان کو چاہیے کہ وہ چار گواہ لائے اور اگر گواہ نہیں لاتے تو وہ جھوٹے ہیں لَوۡلَا جَآءُوۡ عَلَيۡهِ بِاَرۡبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذۡ لَمۡ يَاۡتُوۡا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓـئِكَ عِنۡدَ اللّٰهِ هُمُ الۡكٰذِبُوۡنَ ﴿۱۴﴾

(النور: 14)

یہاں الزام لگانے والوں کی ذمہ داری ٹھہرائی گئی ہے کہ تم نے اگر ایسا فعل قبیح دیکھا ہے تو اس کو لیکر ہوا نہ ہو جاؤ اور تشہیر کرتے رہو۔ بے شک تم نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے لیکن تمہارے لئے ضروری ہے کہ تمہارے علاوہ مزید چار اور لوگوں نے دیکھا ہو۔ جو گواہی دے سکیں اور اگر اتنے گواہ نہ ہوں تو خاموش رہنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ خدا، غفور رحیم ہے، توّاب ہے، اور علیم اور حکیم بھی ہے۔ سورۃ نور میں نازل ہونے والے احکامات میں اس نے اپنی ان صفات کا ذکر فرماتے ہوئے توجہ دلائی کہ خدا کی ان صفات کو سامنے رکھو اور اس نے قوانین بناتے وقت جو قاعدہ قانون بنایا ہے وہ زیادہ علم رکھنے والا ہے اور حکمتوں کو جاننے والا ہے۔ آخر کوئی تو وجہ اور حکمت ہوگی کہ قتل جیسے جرم کے لئے دو گواہ رکھے گئے اور بعض امور جیسے رضاعت وولادت میں تو ایک گواہی بھی کافی سمجھ لی جاتی ہے۔ لیکن زنا جیسے فعل کی سزا کے لئے چار گواہ رکھنے میں کوئی تو حکمت ہوگی۔ اور اگر جو چار گواہ نہیں لاتا اور اپنے الزام کی تشہیر کرنا شروع کر دیتا ہے تو خدا ایسے لوگوں کو جھوٹا اور فاسق قرار دیتا ہے۔ اس لئے اس کے بنائے ہوئے قانون کے آگے سرتسلیم خم کرنا ہی بہتر ہے۔ ہاں میاں بیوی کا ایک استثنائی تعلق تھا اس لئے اس میں یہ جواز رکھا کہ اگر وہاں گواہ نہیں تو پھر میاں بیوی قسم کھائیں گے جس کو اصطلاح میں ’’لعان‘‘ کہا جاتا ہے لیکن یہ استثناء صرف اور صرف میاں بیوی کے لئے ہے۔ دوسروں کے لئے نہیں ہے۔ وہاں یا گواہ ہوں گے یا خاموشی ہوگی وگرنہ قذف کی سزا کے طور پر 80 کوڑے لگیں گے اور خدا کی نظر میں اس کا جھوٹا اور فاسق ہونا الگ ہوگا اور ہمیشہ کے لئے کسی بھی قسم کی گواہی کے لئے نااہل قرار دیا جانا الگ ہوگا۔

حضرت مصلح موعودؓ قسم کے ضمن میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’بعض لوگ یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ چونکہ یہاں يَرۡمُوۡنَ الۡمُحۡصَنٰتِ آیا ہے اس لئے جو واقع میں پاک دامن عورتیں ہوں اُن پر اتہام لگانے والے کیلئے سزا رکھی گئی ہے دوسروں کیلئے نہیں۔ حالانکہ اگر یہ درست ہو تو اس کا پتہ کون لگا سکے گا کہ جس پر الزام لگایا گیا ہے وہ فی الواقعہ پاک دامن ہے یا نہیں۔ ایک خبیث اور بے باک آدمی بڑی دلیری کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ جس عورت پر میں نے الزام لگایا ہے۔ پہلے اس کی پاکدامنی تو ثابت کرو۔ پھر مجھے سزا دو۔ اور اس طرح ہر عورت کی عزت خطرہ میں پڑ سکتی ہے۔ پس اس کے یہ معنے نہیں کہ جب تک عورت کا پاک دامن ہونا ثابت نہ کیا جائے الزام لگانیوالے کو کوئی سزا نہیں مل سکتی بلکہ يَرۡمُوۡنَ الۡمُحۡصَنٰتِ کے یہ معنے ہیں کہ ایسی عورتیں جن پر بدکاری کا الزام لگایا گیا ہو۔ اگر وہ الزام شہادت سے ثابت نہیں ہوتا تو خدا تعالیٰ کی نگاہ میں وہ یقینی طور پر پاکدامن ہیں اور الزام لگانے والا کذاب اور جھوٹا ہے اور اس بات کا مستحق ہے کہ اسے سزا دی جائے۔ کیونکہ قاعدہ ہے کہ بارِ ثبوت مدعی پر ہوتا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی فرمایا ہے چونکہ الزام لگانیوالا مدعی ہوتا ہے اس لئے ثبوت لانا بھی الزام لگانے والے کا ہی کام ہے۔ عورت کا یہ کام نہیں کہ وہ اپنی پاکدامنی کا ثبوت پیش کرے۔ اگر یہ معنی نہ کئے جائیں تو جو شخص الزام لگانیوالا ہو وہ کہہ سکتا ہے کہ اگرچہ میں اتہام کا ثبوت نہیں لا سکا مگر ہے وہ درست۔ ورنہ تم ثابت کرو کہ جس پر میں نے الزام لگایا ہے وہ محصنات میں سے ہے۔ بہرحال اتہام لگانے والا اگر شریعت کی بیان کردہ شرائط کے مطابق چار گواہ نہیں لائیگا تو وہ مجرم ہوگا اور اگر لے آئیگا تو جس پر اتہام لگایا گیا ہو وہ مجرم ہوگا۔ چونکہ بعض لوگوں کے دلوں میں یہ شبہ پیدا ہوسکتا ہے کہ کیونکہ قرآن کریم نے چار گواہوں کی شرط لگائی ہے اور کیوں دوسرے الزامات کی طرح صرف دو گواہوں پر کفایت نہیں کی اس لئے یہ بتانا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ دو کی بجائے چار گواہوں کی شرط لگانا بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس قسم کے واقعات میں کثرت سے جھوٹ بولا جاتا ہے پس اس وجہ سے زیادہ گواہوں کی شرط لگادی گئی ہے اور پھر ایک ہی واقعہ کے متعلق چار کی شرط اس لئے لگائی کہ ایک وقت میں پانچ آدمیوں کا اکٹھا ہونا یعنی الزام لگانے والے اور چار گواہوں کا۔ یہ ایک ایسا امر ہے کہ اس کا جھوٹ آسانی سے کھولا جا سکتا ہے اور جرح میں ایسے لوگ اپنے قدم پر نہیں ٹھہر سکتے۔ کیونکہ پانچ آدمیوں کا ایک جگہ پر موجود ہونا ایک ایسا واقعہ ہے جس کا اخفاء مشکل ہوتا ہے اور پانچ آدمی مل کر یہ جھوٹ بہت کم بنا سکتے ہیں کیونکہ اُن میں سے بعض کی نسبت یہ ثابت کرنا آسان ہوتا ہے کہ یہ تو اُس وقت فلاں جگہ پر بیٹھا تھا۔ پس چونکہ زنا ایک ایسا فعل ہے جس کے لئے بیرونی دلائل نہیں ہوتے جس طرح چوری میں پہلے کسی کے گھر سے مال کا نکلنا ضروری ہے پھر کسی شخص کے پاس اس کا موجود ہونا ضروری ہے یا قتل میں کسی کا جان سے مارا جانا ضروری ہے۔ پھر دوسرے شخص کا اُس جگہ موجود ہونا ضروری ہے اور ایسے شواہد کسی شخص کے متعلق جمع کر دینے اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوتے ہیں۔ لیکن زنا کیلئے اس کی بیرونی علامات موجود نہیں ہوتیں اس لئے اس پر الزام لگانا آسان ہوتا ہے اس وجہ سے شریعت نے چوری اور قتل کیلئے تو دو گواہوں کی گواہی کو تسلیم کیا۔ لیکن بدکاری کے الزام کے متعلق چار گواہوں کی شرط لگائی اور الزام لگانے والوں سے ہمدردی کو بھی سخت جرم قرار دیا اور الزام سنتے ہی اس کو جھوٹا قرار دینے کی نصیحت کی۔

دوسری صورت انسان کے مجرم ہونے کی یہ ہے کہ وہ خود اقرار کرے۔ مگر حدیثوں سے پتہ لگتا ہے کہ وہ بھی قاضی کے سامنے اپنے متعلق چار دفعہ گواہی دیگا کہ میں نے ایسا فعل کیا ہے۔ مگر ایسی صورت میں بھی شریعت صرف اسی کو مجرم قرار دیگی عورت کو مجرم قرار نہیں دیگی۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ دوسرے کی نسبت الزام لگانا اور بات ہے اور اپنی نسبت الزام لگانا اور کہنا کہ میں نے ایسا فعل کیا ہے یا کسی عورت کا یہ کہنا کہ میرے ساتھ کسی دوسرے نے ایسا فعل کیا ہے بالکل اور بات ہے۔ یہ دونوں امور یکساں حیثیت رکھنے والے نہیں سمجھے جا سکتے بلکہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اپنی طرف اس الزام کی نسبت دینا کہنے والے کے تقویٰ اور اُس کی نیکی کا ثبوت ہوتا ہے۔ حالانکہ اپنی نسبت الزام لگانا تو الزام لگانے والے کی وقاحت اور بے شرمی پر دلالت کرتا ہے نہ کہ اس کے تقویٰ اور پاکیزگی پر۔ کیا یوسف علیہ السلام پر عزیز مصر کی بیوی نے اپنی ذات کے متعلق الزام نہیں لگایا تھا۔ پھر کیا اس سے زلیخا کے تقویٰ کا ثبوت ملتا ہے یا اس کی چالبازی اور مکاری کا ثبوت ملتا ہے۔ پھر اسی طرح ایک واقعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ہوا۔ ایک شخص رسول کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے اس پر آپ نے اس کو بلا کر اس کی پیٹھ پر ہاتھ نہیں پھیرا کہ شاباش تم نے کیسا اچھا فعل کیا ہے کہ اپنے جرم کا اقرار کیا ہے بلکہ آپؐ نے غصہ سے اُس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ اُس شخص نے دوسری طرف سے جا کر پھر یہی کہا کہ یا رسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے۔ لیکن پھر بھی آپؐ نے غصہ سے منہ پھیر لیا۔ پھر اس نے تیسری جانب سے جا کر کہا کہ یا رسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے مگر آپؐ نے پھر بھی اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ جب چوتھی دفعہ اُس نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے تو آپؐ نے فرمایا کیا تو دیوانہ ہے۔ یعنی کسی طرح ممکن ہے کہ ایک انسان اپنی ہوش میں ایسی بات کہے جو تو کہہ رہا ہے۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ! میں دیوانہ نہیں ہوں۔ تب آپؐ نے فرمایا چونکہ اس نے چار دفعہ اپنے جرم کا اقرار کیا ہے اس لئے اب اسے سزا دیدو۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے اس اقدام کی تعریف نہیں کی بلکہ اسے دیوانگی کا فعل قرار دیا ہے۔ اور دیوانگی کا شبہ تبھی ہوسکتا ہے جبکہ یہ سمجھا جائے کہ ایک انسان ہوش و حواس میں اپنے اوپر الزام نہیں لگا سکتا۔ ورنہ اگر یہ امکان نہ ہوتا تو آپ اُسے دیوانہ کیوں قرار دیتے۔ لیکن تعجب ہے کہ اس زمانہ میں بعض لوگ اس کو فرزانگی کا فعل قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے اقرار کو دیوانگی اور بے حیائی قرار دیا ہے۔ بہرحال اس صورت میں بھی صرف اقرار کرنے والے کو ہی مجرم قرار دیا جائے گا۔ عورت کو مجرم قرار نہیں دیا جائیگا۔ عورت سے اگر اس کا نام معلوم ہو تو بغیر قسم کے صرف اتنا سوال کیا جائیگا کہ آیا یہ درست کہتا ہے یا غلط اور اگر وہ کہہ دے کہ غلط کہتا ہے تو عورت کو چھوڑ دیا جائیگا۔ یہ کتنی بڑی خوبی ہے جو اسلام کے اس حکم سے ظاہر ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ایک ایسا شخص جو خود کوئی عزت نہیں رکھتا دوسروں کی عزت برباد کرنے کیلئے جھوٹا الزام لگا دے اور کہے کہ میں نے فلاں سے ایسا فعل کیا ہے۔ اُس کی اپنی عزت تو ہوتی نہیں کہ اس کی اسے پرواہ ہو لیکن دوسروں کو بدنام کرسکتا ہے اگر اس کی اجازت دی جاتی تو کئی شریر النفس لوگ روزانہ اُٹھ کر دوسروں پر الزام لگا دیتے اور جب انہیں ملامت کی جاتی تو کہہ دیتے کہ ملامت اور غصہ کی بات نہیں

میں تو خود اپنے آپ کو بھی ملزم قرار دے رہا ہوں۔ پھر میری بات ماننے میں آپ کو کیا عذر ہے۔ اگر کسی شریف انسان سے ایک بد معاش جا کر کہہ دے کہ اُس کی بیوی سے اُس نے زنا کیا ہے تو وہ آدمی اس پر ناراض ہو گا یا اُس کی نیکی اور تقویٰ کی تعریف کرنے لگ جائے گا اور اپنی بیوی کو بھی اس گناہ میں ملوث قرار دے گا۔ اس راستہ کو کھول کر دیکھو تو دنیا میں کسی شخص کی عزت محفوظ نہیں رہ سکتی کیونکہ دنیا میں ایسے ہزاروں بے حیا مل سکتے ہیں جو کسی بُغض یا غصہ کی وجہ سے یا دوسروں کے کہے کہلائے صرف ایک شغل کے طور پر اپنے ساتھ دوسرے مردوں یا عورتوں کے ملوث ہونے کا اقرار کرنے کیلئے تیار ہو جائیں گے۔ چنانچہ عرب میں تشبیب کا ایک عام رواج تھا یعنی وہ اپنی بے حیائی میں کسی عورت پر الزام لگا دیتے کہ میرا اس کے ساتھ ناجائز تعلق ہے اور ان کی غرض یہ نہیں ہوتی تھی کہ وہ اپنا تقویٰ ظاہر کریں بلکہ اس سے اُن کی غرض یہ ہوتی تھی کہ دوسری عورت کو بد نام کریں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تشبیب کرنے والے کو واجب القتل قرار دیا ہے۔ پس یہ طریق عقل کے بالکل خلاف ہے اور اس کی اجازت دینے سے فتنہ کا بڑا بھاری دروازہ کھل جاتا ہے۔ اسی لئے ہماری شریعت نے ایک فریق کے اقرار سے دوسرے فریق کو مجرم قرار نہیں دیا۔ چنانچہ اس بارہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فیصلہ بھی احادیث سے ثابت ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کے پاس ایک شخص نے آ کر بیان کیا کہ فلاں شخص کا بیٹا میرے بھائی کا ہے کیونکہ میرے بھائی نے کہا تھا کہ وہ لڑکا اصل میں میرا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سُن کر اس کی تعریف نہیں فرمائی یا یہ نہیں فرمایا کہ آؤ ہم دوسرے فریق کو قسم دیں بلکہ فرمایا اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ۔ یعنی بیٹا تو اسی کو ملے گا جس کی بیوی کہلاتی ہے لیکن جو شخص کہتا ہے میں نے زنا کیا ہے اُس کی سزا سنگساری ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ یہودی کتب میں یہی لکھا تھا۔ اس واقعہ پر غور کر کے دیکھ لو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قرارِ جرم کرنے والے کی تعریف نہیں فرمائی بلکہ اس کی مذمت کی اور فرمایا کہ اس کے اقرار کا اثر خود اُسی پر پڑے گا نہ کہ دوسرے پر۔ پس کسی کا اپنے جرم کو ظاہر کرنا یا اس کا اقرار کر لینا یہ ثابت نہیں کرتا کہ وہ بڑا نیک ہے کیونکہ شریعت تو گناہ کو ظاہر کرنے سے روکتی ہے۔ جب تک قاضی کے سامنے شہادت کے موقعہ پر اس کا بیان کرنا از روئے شریعت ضروری نہ ہو۔ پس جو شخص بلاوجہ اپنی طرف بدکاریاں اور عیوب منسوب کرتا ہے اس کو تو شریعت شاہد عادل قرار نہیں دیتی کُجا یہ کہ اس کے اقرار کو کوئی اہمیت دی جائے۔ یا اسے اُس کے تقویٰ کا ثبوت سمجھا جائے۔ لیکن اگر کوئی شخص اقرار کرنے کی بجائے کسی دوسرے پر اتہام لگائے تو جس پر اتہام لگایا جائیگا اس سے پوچھا بھی نہیں جائے گا اور نہ اُس سے قسم یا مباہلہ کا مطالبہ کرنا جائز ہو گا۔ کیونکہ حدود میں قسم یا مباہلہ کرنا شریعت کی ہتک کرنا ہے۔ اور یہی پرانے فقہاء کا مذہب ہے۔ چنانچہ امام محمدؒ جو امام ابو حنیفہؒ کے بعد اُن کے قائم مقام ہوئے۔ اور جن کے متعلق علماء کا یہ خیال ہے کہ امام یوسفؒ جو حضرت امام ابو حنیفہؒ کے اوّل شاگرد تھے۔ اُن کا قول بھی فقہ میں اتنا قابلِ اعتماد نہیں جتنا امام محمدؒ کا۔ وہ اپنی کتاب المبسوط میں لکھتے ہیں: وَالْحُدُوْدَ لَا تَقَامُ بِالْاَیْمَانِ۔

(المبسوط جلد 9 صفحہ 502)

یعنی جن امور میں حد مقرر ہے اُن میں قسموں کی ذریعہ حد قائم نہیں کی جا سکتی۔ ایسے امور کا فیصلہ بہر حال گواہوں کی گواہی پر منحصر ہو گا۔ پھر اگر کوئی الزام لگانے والا تین گواہ بھی لے آئے تو ان گواہوں کو بھی اور اتہام لگانے والے کو بھی اَسّی اَسّی کوڑوں کی سزا دی جائیگی کیونکہ انہوں نے ایک ایسی بات کہی جس کا اُن کے پاس کوشرعی ثبوت نہیں تھا۔“

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 262-265)

ایک موقعے پر کچھ اسی طرح کے تناظر میں کہ جب لوگوں کی طرف سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ اس طرح کے الزام واتہام لگائے جانے پر مباہلہ کیوں نہیں کیا جاتا۔ جو ایک طرح کی قسم ہی ہے۔ تو حضرت مصلح موعودؓ نے بیان فرمایا:

”بعض نادان کہتے ہیں کہ مباہلہ یا مقدمہ کیوں نہیں کرتے لیکن سوال یہ ہے کہ اگر ان کی بیویوں، بیٹیوں، بہنوں اور ماؤں کے متعلق یہی کچھ لکھا جائے تو کیا وہ ان سے مقدمات دائر کرائیں گے؟ میں اخبار ”انصاف“، ”ملاپ“ اور دیگران اخبارات کے جو مجھے مقدمہ کرنے کے لئے کہتے ہیں ایڈیٹروں اور مینیجروں سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہی کچھ ان کے متعلق لکھا جائے تو کیا وہ عدالت میں مقدمہ دائر کرنے کے لئے تیار ہیں؟ اگر تیار ہیں تو وہ صرف اس کا اعلان کر دیں اس کے بعد ہم سمجھ لیں گے کہ وہ جو کچھ لکھ رہے ہیں جائز اور درست لکھ رہے ہیں۔ اسی طرح جو لوگ مباہلہ کرنے کو کہتے ہیں ان سے میں پوچھتا ہوں کہ کیا اس قسم کا مباہلہ اسلام میں جائز ہے...... ان سے میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور اب پھر کہتا ہوں کہ وہ اپنے علماء سے دلیل کے ساتھ فتوے شائع کرائیں کہ فلاں امام یا اس کے متبع کے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی کسی پر حدود کے متعلق الزام لگائے تو الزام لگانے والے کو جائز ہے کہ مباہلہ کا چیلنج بھی دے سکے۔ اس پر میں ہر ایک ایسی مثال کے لئے جو وہ پیش کریں گے سو روپیہ انعام دوں گا۔ پھر یہ بھی شرط نہیں کہ حنفی حنفی کا ہی قول پیش کریں بلکہ حنفی بے شک مالکیوں، حنبلیوں بلکہ شیعوں کا ہی پیش کر دیں وہ چاروں اماموں یا ان کے شاگردوں اور اہل بیت یا ان کے شاگردوں میں سے جس کا چاہیں حوالہ اس بارہ میں پیش کر دیں۔ کہ حدود والے گناہوں کا الزام لگانے والا مباہلہ کا چیلنج دے سکتا ہے اور ہر مثال کے لئے میں سو روپیہ انعام دوں گا۔ میرا اپنا جو مذہب ہے وہ تو قرآن کریم کی بناء پر ہے اور میں کسی رائے کی وجہ سے اسے بدل نہیں سکتا۔ لیکن میرا علم یہی کہتا ہے کہ پہلوں نے بھی اسے جائز نہیں بتایا...... بلکہ اس کے خلاف لکھا ہے۔ مثال کے طور پر حنفیوں کے ایک بڑے امام کی کتاب المبسوط کو ہی دیکھ لیں کہ اس میں صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ ایسی صورت میں قسم دینی بھی جائز نہیں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11 اپریل 1930ء خطبات محمود جلد 12 صفحہ 359-361 الفضل 16 اپریل 1930ء)

5. پھر دوبارہ اس معاشرتی برائی کی خطرناکی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے بیان فرمایا کہ جب تمہیں حقیقت کا علم ہی نہ تھا تو کیوں باتیں کرنا شروع کر دیں۔ یعنی کیا تم لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ کیا تم لوگوں کے پاس کوئی ٹھوس شواہد اور ثبوت تھے اس الزام یا واقعہ کی بابت؟ اگر نہیں تھے تو کیوں باتیں کرنے لگے اور ہاں میں ہاں ملانے لگے؟ اور تم اس طرح کے انداز اور ردعمل کو معمولی سمجھ رہے تھے۔ جبکہ خدا کے نزدیک یہ بہت ہی بڑی گناہ اور ناراضگی کی بات ہے۔ اِذۡ تَلَقَّوۡنَهٗ بِاَلۡسِنَتِكُمۡ وَتَقُوۡلُوۡنَ بِاَفۡوَاهِكُمۡ مَّا لَيۡسَ لَـكُمۡ بِهٖ عِلۡمٌ وَّتَحۡسَبُوۡنَهٗ هَيِّنًا ‌ۖ وَّهُوَ عِنۡدَ اللّٰهِ عَظِيۡمٌ ﴿۱۶﴾

6. اور ایک بار پھر مومن کی شان یہ بتلائی کہ جب بھی تم نے ایسی گندی باتیں سنیں تو تمہارا ردعمل تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ یہ کہتے کہ ہمارا یہ کام نہیں کہ ان باتوں میں پڑیں۔ یہ تو کوئی بڑا الزام اور اتہام ہی لگتا ہے۔ وَلَوۡلَاۤ اِذۡ سَمِعۡتُمُوۡهُ قُلۡتُمۡ مَّا يَكُوۡنُ لَنَاۤ اَنۡ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ‌ۖ سُبۡحٰنَكَ هٰذَا بُهۡتَانٌ عَظِيۡمٌ ﴿۱۷﴾

7. ایک اور اہم بات کی طرف توجہ دلائی کہ کوئی کہہ سکتا تھا کہ یہ ماضی کی بات ہے ایک واقعہ ہوا اور گزر گیا۔ لیکن یہ بات درست نہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے متعدد بار بیان فرمایا ہے کہ قرآن کریم میں جو واقعات بیان ہوئے ہیں وہ محض تاریخ کے قصے کہانیوں کے طور پر نہیں ہیں بلکہ اس لئے ہیں کہ آئندہ بھی ایسی باتیں ہوں گی اور ہمیں دھیان رکھنا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں بھی ہر ایک کو جو قرآن کا مخاطب ہے متنبہ فرمایا ہے یہ کہتے ہوئے کہ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنۡ تَعُوۡدُوۡا لِمِثۡلِهٖۤ اَبَدًا اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۸﴾ کہ اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے مبادا تم آئندہ کبھی ایسی بات کا اعادہ کرو اگر تم مومن ہو۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آئندہ اس طرح کی گھناؤنی حرکتیں اور سازشیں ہونا تھیں اس لئے مومنوں کو پہلے سے بتا دیا، متنبہ کر دیا وارننگ دے دی کہ خبردار محتاط رہنا اور ان باتوں کو پلے باندھ لو کہ اب آئندہ ایسے نہ ہو۔

8. برائی کی اشاعت نہ کرنا۔ جو لوگ تشہیر کریں گے اشاعت کریں گے وہ یاد رکھیں کہ آخرت میں تو ان کے لئے دردناک عذاب ہو گا ہی اسی دنیا میں بھی وہ بہت ہی دردناک عذاب کو حاصل کریں گے۔ اِنَّ الَّذِيۡنَ يُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِيۡعَ الۡفَاحِشَةُ فِى الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۙ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ‌ ؕ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ وَاَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۰﴾

اشاعت فحش کہیں زیادہ خطرناک اور قابل سزا امر ہے

آخرکار ایک ماہ سے کچھ زائد دنوں تک ہونے والی آزمائش کے بادل چھٹنے لگے اور عرش کے خدا کی طرف سے بذریعہ قرآنی وحی کے حضرت عائشہؓ کی معصومیت اور پاکیزگی اور تقویٰ وطہارت پر مہر الٰہی ثبت کی گئی۔ یہ آیات سورت نور میں نازل ہوئیں۔ جس میں ایک اصولی رہنمائی یہ بھی کی گئی ہے کہ ہر چند کہ زنا جیسا فعل انتہائی قبیح فعل ہے اور خدائے جبار وقہار کی ناراضگی کا باعث بن جاتا ہے اور اس کی سزا 100 کوڑے رکھی گئی لیکن ایسے برے افعال کی شہرت اور اشاعت کی شناعت وبرائی کو بھی کم وبیش ایسا فعل کرنے کے برابر برابر ہی قرار دیا گیا اور اسی لئے قرآنی حکم ہوا کہ اگر تم ایسا فعل ہوتا ہوا دیکھ بھی رہے ہو تو محتاط رہنا خواہ مخواہ اس کی تشہیر نہ کرتے پھرنا کیوں؟ کیونکہ تمہارے لئے لازم ہے کہ شہادت کے طور پر چار گواہ پیش کرو۔ اگر ایسا نہیں کر سکو گے تو 80 کوڑے تمہیں لگائے جائیں گے۔ جو کہ ایسا فعل قبیح کے مرتکب کی سزا سے صرف 20 کوڑے ہی کم ہے۔ اور اگر دو گواہ بھی ہوئے تب بھی تم گواہوں کو ہی سزا ملے گی اور اگر تین ہوئے تب بھی تمہیں ہی سزا ملے گی یہاں تک کہ چار گواہ نہ ہوں اور گواہی کا معیار بھی ایسا سخت ہے کہ شاید ہی اس طرح کی گواہی کوئی دیکھ سکے۔ کیونکہ محض دیکھنا ہی کافی نہ ہو گا۔ جیسا کہ عرض کیا گیا ہے کہ جس معیار کی گواہی اور جو پیمانہ اس کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ اسلامی تاریخ کے ابتدائی بہترین نظام عدل یعنی خلافت راشدہ میں بھی ایسے گواہ میسر نہ آسکے اور ایک مشہور تاریخی واقعہ میں خلافت راشدہ کے زمانہ میں چار گواہ بھی مل گئے اور تین گواہوں نے عین مین ایسی گواہی بھی دے دی جو معیاری تھی لیکن چوتھے گواہ نے یہ کہا کہ میں نے انہیں عریاں حالت میں دیکھا تو ہے لیکن اس فعل کو اس طرح کرتے ہوئے نہیں دیکھا جیسا کہ گواہی کا معیار ہے تو حضرت عمرؓ جیسے خلیفہؓ نے ان چاروں گواہوں کو اس قرآنی حکم کے مطابق 80/80 کوڑوں کی سزا دی۔ اس لئے ایسے فعل کی تشہیر اور اشاعت کو قرآن کریم

نے کہیں زیادہ قابل مذمت قرار دیتے ہوئے روکا ہے کہ خواہ مخواہ اس کاچرچانہ کرتے پھرو اور نہ صرف یہ کہ ایسے ''گواہوں'' کے لئے سزا کا ارشاد باری ہوا بلکہ اس سزا کے ساتھ ساتھ یہ بھی حکم ہوا کہ آئندہ کبھی بھی کسی بھی معاملہ میں ان کی گواہی ہی قابل اعتبار نہ ہوگی اور خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کو فاسق قرار دیا۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵﴾

(النور: 5)

وہ لوگ جو پاکدامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں پھر چار گواہ پیش نہیں کرتے تو انہیں اسی 80 کوڑے لگاؤ اور آئندہ کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو اور یہی لوگ ہیں جو فاسق ہیں۔

قرآن کریم میں سزاؤں کے جو احکامات نازل ہوئے ان کو یکجائی نظر سے دیکھا جائے تو زنا جیسے قبیح فعل سمیت ہم دیکھتے ہیں کہ ہر وہ برائی اور قبیح فعل جو معاشرے کے امن وسکون کو خراب کرنے والے ہیں ان کی سزا بھی سخت رکھی گئی اور اس کے لئے کچھ اس طرح کے احکام دئے گئے کہ ان برائیوں کی اشاعت نہ ہونے پائے۔ کیونکہ کچھ برائیاں اپنی ذات میں تو ایک دو افراد کی حد تک نقصان دہ ہوتی ہیں لیکن جب ان کی تشہیر اور اشاعت ہونا شروع ہوجائے تو پھر وہ کینسر کی طرح پورے معاشرے اور پوری قوم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا کرتی ہیں اور یہ بات زیادہ بڑے نقصان کا موجب ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں:

''ایسی باتیں کرنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ فحش پر دلیر ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ جب نوجوان سنتے ہیں کہ ہمارے بڑے بھی ایسے کام کر لیتے ہیں تو وہ بھی ایسے کام کرنے لگ جاتے ہیں۔ پس اس جرم پر جو سخت سزا تجویز کی گئی ہے تو وہ صرف فرد کی عزت کی حفاظت کیلئے نہیں بلکہ قوم کی عزت اور اس کے اخلاق کی حفاظت کیلئے ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اس قسم کی باتیں کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے عذاب کا مستحق ہو جاتا ہے مگر بہت ہیں جو ایسی باتیں سنتے ہیں اور سنتے ہی نہیں آگے پہنچاتے ہیں۔ اور جب پوچھا جائے تو کہہ دیتے ہیں کہ یونہی بات منہ سے نکل گئی تھی حالانکہ اللہ تعالیٰ واضح طور پر فرماتا ہے کہ یہ چیز اللہ تعالیٰ کے عذاب کا نشانہ بنا دیتی ہے۔ پس اس بہت بڑے گناہ سے بچو اور کوشش کرو کہ کبھی تمہارے منہ سے کسی کے متعلق ایسی بات نہ نکلے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے علم النفس کا ایک ایسا نکتہ بیان کیا ہے جو قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے کا ایک زبردست ثبوت ہے۔ کیونکہ علم النفس کی تحقیق پہلے زمانہ میں نہیں ہوئی تھی یہ تحقیق انیسویں صدی میں شروع ہوئی اور اب بیسویں صدی میں اس نے ایک علم کی صورت اختیار کی ہے۔ وہ مسئلہ جو قرآن کریم نے ان آیات میں بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ بری باتوں کا مجالس میں تذکرہ نہیں کرنا چاہیے ورنہ وہی برائیاں لوگوں میں کثرت کے ساتھ پھیل جائیں گی۔ بے شک دنیا میں لوگ کثرت سے ڈاکہ اور چوری وغیرہ برے افعال سے نفرت کرتے ہیں لیکن باوجود اس کے میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان کا ذکر لوگوں میں کثرت سے ہونے لگے تو تھوڑے ہی دنوں میں تم دیکھو گے کہ ڈاکہ کی وارداتیں زیادہ ہونے لگی ہیں...

غرض جب اشاعتِ فحش ہو اور بدی کا ذکر عام طور پر لوگوں کی زبان پر ہو۔ تو وہ بدی قوم میں پھیل جاتی ہے۔ اسی لئے ہماری شریعت نے عیوب کا عام تذکرہ ممنوع قرار دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ جو اولی الامر ہیں اُن تک بات پہنچا دو اور خود خاموش رہو۔ اگر ایسا نہ کیا جائے اور ہر شخص کو یہ اجازت ہو کہ وہ دوسرے کا جو عیب بھی سُنے اُسے بیان کرتا پھرے۔ تو اُس کے نتیجہ میں قلوب میں سے بدی کا احساس مٹ جاتا ہے اور بُرائی پر دلیری پیدا ہو جاتی ہے۔ پس اسلام نے بدی کی اس جڑ کو مٹایا۔ اور حکم دیا کہ تمہیں جب کوئی برائی معلوم ہو تو اولی الامر کے پاس معاملہ پہنچاؤ جو سزا دینے کا بھی اختیار رکھتے ہیں۔ اور تربیت نفوس اور اصلاحِ قلب کیلئے اور تدابیر بھی اختیار کر سکتے ہیں۔ اس طرح بدی کی تشہیر نہیں ہو گی۔ قوم کا کیریکٹر محفوظ رہے گا اور لوگوں کی اصلاح بھی ہو جائیگی پس یاد رکھو کہ نیکی کی تشہیر اور بدی کا اخفاء یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ بلکہ قومیں اس سے بنتی اور قومیں اس کی خلاف ورزی سے بگڑتی ہیں۔ جتنا تم اس بات کا زیادہ ذکر کرو گے کہ فلاں اتنی قربانی کرتا ہے۔ فلاں اس طرح نمازیں پڑھتا ہے۔ فلاں اس اہتمام سے روزے رکھتا ہے اتنا ہی لوگوں کے دلوں میں دین کیلئے قربانی کرنے اور نمازیں پڑھنے اور روزے رکھنے کی خواہش پیدا ہو گی اور جتنی تم اس بات کو شہرت دو گے کہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں وہ خیانت کرتے ہیں۔ وہ چوری کرتے ہیں۔ وہ ظلم کرتے ہیں اتنا ہی لوگوں کے دلوں میں اُن بدیوں کی طرف رغبت پیدا ہو گی اسی لئے قرآن کریم نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ جب تم کسی کی نیکی دیکھو تو اُسے خوب پھیلاؤ اور جب کسی کی بدی دیکھو اس پر پردہ ڈالو۔ ایک بلی بھی جب پاخانہ کرتی ہے تو اُس پر مٹی ڈال دیتی ہے۔ پھر انسان کیلئے کس قدر ضروری ہے کہ وہ بدی کی تشہیر نہ کرے بلکہ اُس پر پردہ ڈالے اور اس کے ذکر سے اپنے آپ کو روکے۔ اگر اس ذکر سے اپنے آپ کو نہیں روکا جائیگا تو متعدی امراض کی طرح وہ بدی قوم کے دوسرے افراد میں بھی سرایت کر جائے گی۔ اور خود اس کا خاندان تو لازماً اس میں مبتلا ہو جائیگا۔ کیونکہ انسان کا قاعدہ ہے کہ جو چیز کثرت سے اُس کے سامنے آئے وہ اس کی نظر میں حقیر ہو جاتی ہے اور جس بات کے متعلق یہ عام چرچا ہو کہ لوگ کثرت سے کرتے ہیں وہ بالکل معمولی سمجھی جاتی ہے۔ اس اصول کے ماتحت جو بات لوگوں میں عام طور پر پھیلائی جائے اس کا لوگوں پر یہ اثر پڑتا ہے کہ معمولی بات ہے۔ اور جب اس قسم کے الزام کثرت سے لگائے جائیں اور لوگ اُن کے پھیلانے میں کسی کی عزت کی پرواہ نہ کریں تو لازماً وہ ان باتوں کو معمولی سمجھیں گے اور جب معمولی سمجھیں گے تو اُن کا ارتکاب بھی اُن کیلئے معمولی بات ہو گی۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم ایسا کرو گے اور اس قسم کی افواہوں کو نہیں روکو گے تو تمہاری قوم ان کو معمولی سمجھنے لگے گی۔ اور جب معمولی سمجھے گی تو اس کا ارتکاب بھی کثرت سے کرے گی۔ اس لئے ایسی باتوں کو پھیلنے ہی نہ دو۔ اسی نکتہ کی طرف رسول کریم ﷺ نے بھی ان الفاظ میں توجہ دلائی ہے کہ مَنْ قَالَ هَلَكَ الْقَوْمُ فَهُوَ اَهْلَكَهُمْ۔ یعنی جس شخص نے یہ اعلان کرنا شروع کر دیا کہ ہماری قوم تباہ ہوگئی وہ اپنی قوم کو تباہ کرنے والا ہے۔

بعض لوگوں نے اس حدیث سے یہ دھوکا کھایا ہے کہ کسی شخص کے یہ کہنے سے کہ قوم ہلاک ہوگئی۔ ساری کی ساری قوم کس طرح ہلاک ہوسکتی ہے اور چونکہ یہ بات اُن کی سمجھ میں نہیں آئی اس لئے وہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں اَهْلَكَهُمْ کا لفظ نہیں بلکہ اَهْلَكُهُمْ کا لفظ ہے یعنی وہ شخص سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے قومی نفسیات کو سمجھا ہی نہیں۔ یہ کہہ دینا کہ جو شخص کہتا ہے قوم ہلاک ہوگئی وہ سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔ اول تو بعض حالتوں میں درست ہی نہیں اور پھر یہ صحیح بھی نہیں کہ ان الفاظ کی وجہ سے وہ سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا بن جاتا ہے۔ درحقیقت ان لوگوں نے اس بات کو نہیں سمجھا کہ جب کسی قوم میں مایوسی پیدا کر دی جائے تو وہ بڑے بڑے کام کرنے سے ہمیشہ کیلئے محروم ہو جاتی ہے۔ کبھی کسی قوم کا دانا اور سمجھدار لیڈر ایسا نہیں ہوسکتا جو اُس کو مایوس کر دے اور آئندہ ترقیات کے متعلق اس کے دل میں ناامیدی پیدا کر دے۔ کیونکہ جب کسی قوم کو مایوس کر دیا جائے تو وہ تباہ ہونی شروع ہو جاتی ہے ...

پس یہ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مَنْ قَالَ هَلَكَ الْقَوْمُ فَهُوَ اَهْلَكَهُمْ یہ درحقیقت آپ نے ایک بہت بڑا نفسیاتی نکتہ بیان فرمایا تھا۔ اگر قوم کے لیڈر اس حدیث کو ہی یاد رکھتے اگر وہ اپنی قوم کو مایوس نہ کرتے۔ اگر وہ اپنی جہالت سے اُن کو یہ نہ کہتے کہ تمہارے لئے اب ترقی کا کوئی امکان نہیں۔ تو مسلمان روحانی میدان میں بھی آگے رہتے۔ اقتصادی میدان میں بھی آگے رہتے۔ عملی میدان میں بھی آگے رہتے اور سائنٹفک میدان میں بھی آگے رہتے۔ مگر ہمارے ہاں تو یہاں تک مصیبت بڑھی کہ مذہب تو الگ رہا مسلمانوں نے دنیوی علوم بھی پہلے لوگوں پر ختم کر دیئے۔ بو علی سینا کے متعلق کہہ دیا کہ اُس نے طب میں جو کچھ لکھ دیا ہے اس سے بڑھ کر اور کچھ نہیں لکھا جا سکتا۔ منطق کے متعلق کہہ دیا کہ اس بارہ میں فلاں منطقی جو کچھ لکھ گیا ہے اُس کے بعد منطق کے علم میں کوئی زیادتی نہیں کی جا سکتی۔ اسی طرح ایک ایک کر کے سارے علوم کے متعلق یہ فیصلہ کر دیا گیا کہ اُن کے متعلق پہلے لوگ جو کچھ لکھ چکے ہیں۔ اُن سے زیادہ اب کوئی شخص نہیں لکھ سکتا۔ گویا انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ هَلَكَ الْقَوْمُ جو کچھ پہلوں کو مل گیا وہ اب دوسروں کو نہیں مل سکتا، اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمان بالکل تباہ ہو گئے۔ نہ مسلمانوں میں خدا پرست رہے۔ نہ مسلمانوں میں فقیہہ رہے۔ نہ مسلمانوں میں قاضی رہے نہ مسلمانوں میں عارف رہے نہ مسلمانوں میں محدث رہے کیونکہ جو چیز بھی تھی اُسے گزشتہ لوگوں پر ختم کر دیا گیا اور قوم کو مایوس کر دیا گیا۔ غرض اس آیت میں خدا تعالیٰ نے قوم کی اصلاح کا یہ ایک لطیف نکتہ بیان فرمایا ہے کہ جس فعل کو روکنا چاہو تم اُس کی تشہیر کو روکو اور قوم کو مایوسی کا شکار نہ ہونے دو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتابوں میں تحریر فرمایا ہے کہ قرآن کریم کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ ہر بدی کی جڑ کو پکڑتا ہے اور اُسے اکھیڑتا ہے۔ اسی کے مطابق قرآن کریم بتاتا ہے کہ جس بدی کو تم روکنا چاہو اُس کے اتہام کو روکو اور اسی کا الٹ یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ جس نیکی کو قائم کرنا چاہو اُس کی عظمت اور اہمیت پھیلاؤ...... پس اس بات کو یاد رکھو اور جو نواہی ہیں اُن کے اتہام کو برا سمجھو اور انہیں کبھی اپنی قوم میں پھیلنے نہ دو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تھوڑے ہی عرصہ میں تمہارے اندر ایک عظیم الشان تغیر پیدا ہو جائے گا۔ اور تم قومی اصلاح کے کام میں کامیاب ہو جاؤ گے۔''

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 274-280)

پس آج سے چودہ سوسال پہلے ہونے والے ایک واقعہ سے ہمیں سبق سیکھتے ہوئے ہمیں معاشرے میں رہتے ہوئے وہ عمل کرنا چاہیے جو خدا کی نظر میں پسندیدہ اور قابل قبول ہو وگرنہ اسوقت بھی اور اس کے بعد جب بھی کسی نے چاند پر تھوکنے کی کوشش کی وہ تھوک انہیں کے مونہوں پر گرتا رہا۔ اور ایسے لوگ پھر کبھی کسی کو مونہہ دکھانے کے بھی قابل نہ رہے۔ اللہ کرے کہ ہم خدا اور اس کے رسول اور اس کے پیارے امام کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے والے ہوں اور امام کے پیچھے ہو کر اس کی اطاعت کرتے ہوئے علم وعمل میں ترقی کرنے والے ہوں۔

رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر اسلام آباد برطانیہ

سیّدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ امریکہ 2022ء

2/ اکتوبر 2022ء بروز اتوار

قسط 7

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح 5 بج کر 50 منٹ پر مسجد فتح عظیم تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

- صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور ہدایات سے نوازا۔
- آج پروگرام کے مطابق Zion سے Dallas کے لیے روانگی تھی۔ صبح سے ہی زائن اور دیگر مختلف جماعتوں سے آئے ہوئے احباب جماعت، مرد و خواتین کی ایک بڑی تعداد اپنے پیارے آقا کو الوداع کہنے کے لیے جمع تھی۔

10 بج کر 55 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے۔ پروگرام کے مطابق لوکل مجلس عاملہ، جماعت زائن نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ ٹرانسپورٹیشن ٹیم اور ضیافت ٹیم نے بھی گروپ تصاویر بنوانے کا شرف پایا۔

خواتین ایک علیحدہ حصہ میں کھڑی تھیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اس جگہ کی طرف تشریف لے آئے۔ السلام علیکم حضور! کی آوازیں ہر طرف سے آرہی تھیں۔ بڑے جذباتی مناظر تھے۔ حضور انور اپنا ہاتھ بلند کر کے ان کے سلام کا جواب دے رہے تھے۔ ہر طرف سے پرجوش نعرے بلند ہو رہے تھے۔ آگے کچھ فاصلے پر بچیاں الوداعی دعائیہ نظمیں پڑھ رہی تھیں۔ بعد ازاں حضور انور بچیوں کے پاس تشریف لائے۔ پھر یہاں سے اس حصہ کی طرف تشریف لے گئے جہاں مرد حضرات کھڑے تھے اور بڑے پرجوش انداز میں نعرے لگا رہے تھے۔ حضور انور اپنا ہاتھ بلند کر کے اپنے ان عشاق کے والہانہ نعروں اور سلام کا جواب دے رہے تھے۔ ایک افریقن دوست غیر معمولی جوش اور پُرشوکت آواز میں نعرے لگا رہے تھے۔ حضور انور اس دوست کے پاس سے گزرتے ہوئے کچھ دیر کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا غانین ہو۔ تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا کہ میں غانین ہوں۔

- مربی سلسلہ امریکہ مصور احمد صاحب اپنے نومولود بیٹے کو لیے ہوئے کھڑے تھے۔ حضور انور نے بچے کو پیار کیا اور بعد ازاں تصویر بنوانے کا شرف بھی عطا فرمایا۔ حضور انور قریباً دس منٹ اپنے عشاق کے درمیان موجود رہے۔

ڈیلس کو روانگی

اس دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت ڈاکٹر تنویر احمد صاحب سے بعض امور پر گفتگو فرمائی۔ ڈاکٹر تنویر احمد بطور ڈاکٹر قافلہ کے ساتھ ڈیوٹی پر ہیں۔

11 بج کر 10 منٹ پر حضور نے دعا کروائی اور سب کو السلام علیکم کہا اور قافلہ انٹرنیشنل ایئر پورٹ شکاگو کے لیے روانہ ہوا۔

12 بج کر 5 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی شکاگو ایئر پورٹ پر تشریف آوری ہوئی۔ حضور انور ایک پرائیویٹ لاؤنج میں تشریف لے آئے۔

- جماعت احمدیہ امریکہ نے شکاگو (Chicago) سے Dallas تک سفر کے لیے American Airlines کے ایک چارٹرڈ جہاز ERJ175 کا انتظام کیا تھا۔ اس جہاز میں 76 سیٹیں تھیں۔ یہ جہاز لاؤنج کے سامنے چند قدم پر پارک کیا گیا تھا۔ حضور انور کی آمد سے قبل سفر کرنے والے تمام احباب کا سامان جہاز میں لوڈ کیا جا چکا تھا۔
- اس جہاز میں سفر کرنے والے احباب کی تعداد 69 تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا العالی اور قافلہ کے ممبران کے علاوہ اس جہاز میں سفر کرنے والوں میں امیر جماعت احمدیہ امریکہ صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب، محترمہ امۃ المصور صاحبہ اہلیہ امیر صاحب امریکہ اور محترمہ نقاشہ احمد صاحبہ، نائب امراء میں سے ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب، ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب، فلاح الدین شمس صاحب، وسیم ملک صاحب اور اظہر حنیف صاحب نائب امیر مبلغ انچارج شامل تھے۔

علاوہ ازیں عدیل عبداللہ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ، نیشنل جنرل سیکرٹری مختار ملہی صاحب، فیضان عبداللہ صاحب چیئرمین میڈیکل ایسوسی ایشن امریکہ، منعم نعیم صاحب چیئر مین ہیومینٹی فرسٹ امریکہ، شریف عودہ صاحب امیر جماعت کبابیر اور ڈاکٹر تنویر احمد صاحب بطور ڈیوٹی ڈاکٹر شامل تھے۔

اس کے علاوہ مختلف جماعتوں کے صدران، مربیان، نیشنل عاملہ کے مختلف سیکرٹریان اور دیگر جماعتی عہدیداران بھی شامل تھے۔

امریکن ایئر لائن کے Eric Adduchio بطور کو آرڈی نیٹر اس سفر میں شامل تھے۔

خلافت فلائیٹ

جو بورڈنگ پاس مہیا کیا گیا اس پر Khilafat Flight 2022 لکھا ہوا تھا۔ فلائیٹ کا نمبر KF-2022 تھا۔

بورڈنگ کارڈ کے ایک طرف یہ الفاظ درج تھے:

Ahmadiyya Muslim Community USA(100) 1920 - 2020 Centennial Khilafat Flight in the company of Hazrat Mirza Masroor Ahmad Khalifatul Masih 5 (aba)

جہاز پر سوار ہونے سے قبل، سفر کرنے والے تمام احباب جہاز کے سامنے کھڑے تھے۔ جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ تشریف لائے تو تمام احباب نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ گروپ فوٹو بنانے کی سعادت پائی MTA نے یہ تمام مناظر فلمائے۔

- 12 بج کر 50 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ جہاز پر سوار ہوئے۔ 12 بج کر 58 منٹ پر جہاز شکاگو کے انٹرنیشنل O, Hare ایئر پورٹ سے ڈیلس کے لیے روانہ ہوا اور قریباً دو گھنٹے کے سفر کے بعد دو بج کر پچپن منٹ پر ڈیلس کے انٹرنیشنل Fort Worth ایئر پورٹ پر اترا اور ٹیکسی کرتا ہوا ایک ایسے Exit Gate پر آکر پارک ہوا جہاں سے باہر جانے کا راستہ انتہائی کم تھا اور قریب ہی گاڑیاں پارک کی گئی تھیں۔

جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایئر پورٹ سے باہر تشریف لائے تو صدر جماعت ڈیلس خالد رحیم شیخ صاحب، مبلغ سلسلہ ڈیلس ظہیر احمد باجوہ صاحب اور صدر جماعت فورٹ ورتھ سعید چوہدری صاحب نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔

- 3 بج کر دس منٹ پر ایئر پورٹ سے ڈیلس جماعت کے مرکز ''مسجد بیت الاکرام'' کے لئے روانگی ہوئی۔ پولیس کی گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں نے قافلے کو Escort کیا اور راستہ کو ساتھ ساتھ کلیئر کیا۔ قریباً چالیس منٹ کے سفر کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ڈیلس جماعت کے مرکز میں ورود مسعود ہوا۔

مسجد بیت الاکرام آمد

اپنے پیارے آقا کے استقبال اور حضور انور کے چہرہ مبارک کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے ڈیلس جماعت کے احباب جماعت اور امریکہ کی دوسری مختلف جماعتوں اور علاقوں سے حضور کے عشاق سینکڑوں کی تعداد میں صبح سے ہی یہاں ''مسجد بیت الاکرام'' پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔ مرد خواتین، بچوں، بوڑھوں کی ایک بڑی تعداد جو ایک ہزار سے زائد تھی اپنے آقا کی آمد کی منتظر اور زیارت کے لیے بے تاب تھی۔

(ڈیلس) Dallas ڈیلس کی مقامی جماعت کے علاوہ یہ عشاق Austin, Houston, Fort Worth, Queens, Mary Land, Tulsa, North Vergenia, San Jose, Sandiago, South Virginia, Bay Point, Central

Jersy, Lehigh Valley, Chicago, Richmond, North Jersey, Osh Kosh, Port Land, Brooklyn, Buffalo, Charlotte, Milwaki, York, Boston, Detriot, Kansas City, Long Island, Philadelphia, Pittsburg, Sacramento, Albama, Albany, Baltimor, Cleveland, Hawaii, Miami, Phoenix, Syracus, Wllingboro اور Tuscana کی جماعتوں سے احباب آئے تھے۔

پھر بعض جماعتوں سے احباب بڑے لمبے اور طویل سفر کر کے اپنے محبوب آقا کے استقبال کے لیے پہنچے تھے۔ میری لینڈ سے آنے والے 1367میل، لاس اینجلس سے آنے والے 1433میل، Queens سے آنے والے احباب 1578میل اور سیاٹل سے آنے والے احباب 2095 میل کا طویل فاصلہ طے کر کے اپنے پیارے آقا کے دیدار اور استقبال کے لیے ڈیلس پہنچے تھے۔

- ان احباب مرد وخواتین میں سے ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی تھی جنہوں نے اپنی زندگی میں پہلی بار اپنے آقا کا دیدار کرنا تھا اور شرف زیارت پانا تھا۔ ان کا ایک ایک لمحہ بڑی بے تابی سے گزر رہا تھا۔

آخر وہ انتہائی مبارک اور ہر ایک کی زندگی کا یادگار لمحہ آن پہنچا جب ٹھیک 3 بج کر 50 منٹ پر حضور انور کی گاڑی بیرونی گیٹ سے اندر داخل ہوئی۔

جونہی حضور انور گاڑی سے باہر تشریف لائے تو نائب صدر جماعت ڈیلس خالد ملک صاحب نے مجلس عاملہ جماعت ڈیلس کے ممبران کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو خوش آمدید کہا۔ دوسری طرف احباب مسلسل والہانہ نعرے بلند کر رہے تھے۔ ہر طرف سے السلام علیکم حضور! ’’اِنِّیْ مَعَكَ یَا مَسْرُوْر‘‘ کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا۔ دوسری طرف احباب کے ہاتھ بلند ہوگئے۔ ہر ایک شرف زیارت سے فیض یاب ہو رہا تھا۔ خواتین اور بچیاں جہاں شرف زیارت کی سعادت پا رہی تھیں وہاں اپنے ہاتھ ہلاتے ہوئے اپنے آقا کو خوش آمدید کہہ رہی تھیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ڈیلس (Dallas) کا یہ پہلا دورہ تھا۔ آج ڈیلس کی سرزمین بھی ان خوش قسمت زمینوں میں شامل ہوں گی جہاں حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس کے مبارک قدم پڑے ہیں۔ اب اللہ کے فضل سے یہاں بھی ترقیات کے نئے راستے کھلیں گے اور ان شاء اللہ العزیز کامیابیوں اور فتوحات کے ایک نئے دور کا آغاز ہو گا۔

- حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے قیام کا انتظام مسجد بیت الاکرام کے بیرونی احاطے میں واقع گیسٹ ہاؤس میں کیا گیا تھا۔ حضور انور احباب جماعت کے درمیان سے گزرتے ہوئے اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔
- حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آج 5 بج کر 15 منٹ پر مسجد بیت الاکرام میں تشریف لا کر نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد اپنی رہائش گاہ پر واپس جاتے ہوئے حضور انور یہاں کے مرکزی کچن میں تشریف لے آئے جو بطور لنگر خانہ کام کر رہا ہے اور یہاں احباب کے لیے کھانا تیار ہو رہا تھا۔

حضور انور نے انتظامیہ سے کھانے کے بارہ میں اور اس کی مقدار کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ نیز فرمایا جو دیگچے کھانا پکانے کے لئے آپ نے رکھے ہوئے ہیں وہ سائز میں چھوٹے ہیں۔ منتظمین نے بتایا کہ وہ ایک ہزار افراد کا کھانا یہاں تیار کر سکتے ہیں۔ اس وقت شام کا کھانا یہاں تیار کیا جا رہا تھا۔ یہاں جائزہ کے بعد حضور انور اپنی قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔

مسجد اور ملحقہ علاقے کی سجاوٹ

- مسجد بیت الاکرام اور اس سے ملحقہ آفس بلاک اور ہالز وغیرہ کو بجلی کے رنگ برنگے قمقموں سے سجایا گیا ہے اور بیرونی احاطہ میں درختوں کو بھی رنگ برنگی روشنیوں سے سجایا گیا ہے۔ حضور انور کی رہائش گاہ پر بھی چراغاں کیا گیا ہے۔ دن ڈھلنے کے ساتھ ہی جماعت کا یہ مرکز جو چار ایکڑ رقبے پر پھیلا ہوا ہے روشنیوں سے مزین ہو جاتا ہے اور ایک بہت خوبصورت منظر پیش کرتا ہے۔ جماعت کا یہ مرکز مین ہائی وے پر واقع ہے۔ ہزارہا مسافر وہاں سے گزرتے ہیں جو اس منظر کا نظارہ کرتے ہیں۔
- حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ساڑھے آٹھ بجے مسجد بیت الاکرام تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔
- حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ زائن اور مسجد فتح عظیم کے افتتاح کے حوالہ سے دنیا بھر میں غیر معمولی کوریج ہوئی ہے۔

1۔ امریکن نیوز ایجنسی AP (Associated Press) نے حضور انور کے دورۂ زائن اور مسجد فتح عظیم کے اختتام کے حوالہ سے ایک مضمون شائع کیا جس کا عنوان ہے:

Two Prophets, century old prayer duel inspire Zion Mosque.

یعنی کہ دو نبیوں کے درمیان صدیوں پرانا مباہلہ زائن مسجد کی بنیاد کا پس منظر ہے۔

اس میڈیا آوٹ لیٹ کی ویب سائٹ کے مطابق تقریباً دنیا کی آدھی آبادی اس کے قارئین ہیں۔

- بعد ازاں یہ مضمون مجموعی طور پر دنیا کے 13 مختلف ممالک کے 412 آوٹ لیٹس اور اخبارات میں شامل ہوا، بشمول واشنگٹن پوسٹ (Washington Post) اے بی سی نیوز (ABC News) ٹورنٹو اسٹار (The Hill) Toronto Star اور بہت سے دوسرے مشہور اخبارات ہیں۔ یہ ایسوسی ایٹڈ پریس (Associated Press) کے ٹاپ 10 مضامین میں شامل تھا۔
- اس مضمون میں بتایا گیا کہ ’’زائن میں 115 سال پہلے ایک مقدس معجزہ ہوا تھا۔ دنیا بھر کے لاکھوں احمدی مسلمان اس پر یقین رکھتے ہیں۔

احمدی اس چھوٹے شہر کو جو شکاگو سے 40 میل شمال میں Michigan جھیل کے ساحل پر واقع ہے ایک خاص مذہبی حیثیت دیتے ہیں۔

اس شہر سے احمدی جماعت کا لگاؤ ایک صدی سے زیادہ پہلے مباہلہ اور ایک پیش گوئی کے ساتھ شروع ہوا۔

زائن شہر کی بنیاد 1900ء میں ایک مسیحی تھیوکریسی (Theocracy) کے طور پر جان الیگزینڈر ڈوئی نے رکھی تھی جو ایک Evangelist تھا اور ابتدائی پینٹی کوسٹل (Penticostal) مبلغ تھا۔ احمدیوں کا عقیدہ ہے کہ ان کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے ڈوئی کے اسلام کے خلاف بدزبانی اور حملوں کے جواب میں اسلام کا دفاع کیا اور صرف دعاؤں کا ہتھیار استعمال کر کے روحانی جنگ میں شکست دی۔

تقریباً تمام زائن کے موجودہ باشندوں کو اس پرانے دور کی مقدس لڑائی کا علم نہیں ہے لیکن احمدیوں کے لئے مقدس لڑائی وہ ہے جس نے شہر زائن کے ساتھ ایک ابدی تعلق قائم کیا ہے۔ دنیا بھر سے ہزاروں احمدی مسلمان اس صدی پرانے معجزے کو یاد کرنے کے لیے اور زائن شہر کی تاریخ اور ان کے عقیدے کے لیے اہم سنگ میل ’’شہر کی پہلی احمدیہ مسجد کا افتتاح‘‘ کو منانے کے لیے شہر میں جمع ہوئے ہیں۔

ڈوئی 1847ء میں اسکاٹ لینڈ میں پیدا ہوا تھا۔ اس کا خاندان 1860ء میں آسٹریلیا چلا گیا جہاں وہ چرچ کا پادری بن گیا۔

ڈوئی 1888ء میں آسٹریلیا چھوڑ کر امریکہ چلا گیا جہاں وہ اپنی شفا یابی کی Ministry کے ساتھ مشہور ہوا۔

اپنے پیروکاروں کے فنڈز استعمال کرتے ہوئے ڈوئی نے ایک ایسا یوٹوپیا (Utopia) قائم کرنے کی امید میں لیک کاؤنٹی الینوائے (lake County, Illinois) میں 6000 ایکڑ زمین خریدی۔ اس شہر کے قوانین جوا، تھیٹر، سرکس، شراب اور تمباکو سے منع کرتے تھے، اس نے قسم کھانے سے، تھوکنے، ناچنے، سور کا گوشت کھانے، سیپ (Oysters) اور ٹین (Tan) کے رنگ کے جوتوں پر بھی پابندی لگا دی۔ 1900ء میں بنایا گیا بڑا Shiloh Tabernacle زائن کا مذہبی مرکز بن گیا۔

یہ وہی جگہ تھی جہاں ڈوئی اپنی بڑھتی ہوئی سفید داڑھی کے ساتھ اور پرانے عہد نامے کے ایک اعلیٰ پادری کے چمکدار قلعی والے لباس میں ملبوس نمودار ہوا اور اپنے آپ کو ’’Elijah the Restorer‘‘ قرار دیا۔

اس نے افریقی امریکیوں کو زائن شہر میں جانے کی اجازت دی لیکن اس نے سیاستدانوں، طبی ڈاکٹروں اور مسلمانوں کے لیے سخت الفاظ کہے جن کا اظہار اس نے اپنے جریدے میں کیا۔

1902ء میں ڈوئی نے لکھا: ’’یہ میرا کام ہے کہ میں مشرق ومغرب، شمال اور جنوب سے لوگوں کو اکٹھا کروں اور اس صیہون شہر کے ساتھ ساتھ دوسرے شہروں میں عیسائیوں کو آباد کروں یہاں تک کہ وہ دن آجائے جب محمدی مذہب اس دنیا سے مکمل طور پر ختم ہوجائے۔ اے خدا! ہمیں وہ دن دکھا۔‘‘

احمدیہ مسلم جماعت زائن کے صدر طاہر صوفی نے جماعت کی نئی مسجد میں کھڑے ہوتے ہوئے کہا ’’ڈوئی ہماری تاریخ کا بھی ایک حصہ ہے۔‘‘ جماعت نے اس مسجد کا نام فتح عظیم رکھا ہے جس کا انگریزی مطلب Great Victory ہے۔

یہ چالیس لاکھ ڈالر کی عمارت احمدیہ جماعت کے پرانے مرکز کی جگہ سے دو میل کے فاصلہ پر بنائی گئی ہے۔

اکتوبر میں افتتاح کے لیے یہ نئی جگہ تیار کرتے ہوئے صدر جماعت طاہر صوفی صاحب نے احمدیوں کی نسلوں کو سو سال قبل کے گزرے ہوئے واقعات کے بارے میں بتایا تھا۔ جب بانی سلسلہ احمدیہ جو انڈیا سے تھے انہوں نے ڈوئی کے اسلام کے خلاف نفرت بھرے الفاظ کے بارے میں سنا تو بانی جماعت احمدیہ نے اسے بدزبانی سے باز رہنے کی تاکید کی۔

احمدیوں کا عقیدہ ہے کہ ان کے بانی جو 1835ء میں پیدا ہوئے، وہ مصلح تھے جن کی خوشخبری بانی اسلام نے دی تھی۔ ان کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد، حضرت عیسیٰؑ کے مثیل کے طور پر آمد ثانی ہیں۔

صوفی صاحب نے کہا جب ڈوئی نے بانی جماعت احمدیہ کے پیغام کو نظرانداز کیا تو 1902ء میں آپؑ نے زائن کے بانی کو ’’دعا کی لڑائی‘‘ یعنی مباہلہ کا چیلنج دیا۔ نیویارک ٹائمز اور اس وقت کے دیگر امریکی اخبارات میں اس چیلنج کو دو مسیحوں کے درمیان لڑائی کے طور پر بیان کیا گیا تھا۔ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ سچا نبی کون سا تھا اور سچا مذہب کون سا تھا۔ بانی جماعت احمدیہ نے تحریری طور پر زور دے کر کہا ’’جو جھوٹا ہے وہ سچے نبی کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جائے گا۔‘‘

ڈوئی نے آپ کے چیلنج کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور آپ کے بیانات کہ عیسیٰؑ انسان تھے، مصلوب ہونے سے بچ گئے اور اپنی باقی زندگی کشمیر میں گزاری پر طنز کیا۔ اس نے جواباً لکھا: ’’کیا تم سمجھتے ہو کہ مجھے ایسے مچھروں اور مکھیوں کا جواب دینا چاہیے۔‘‘

اگلے سالوں میں ڈوئی کی شان و شوکت ختم ہونے لگی۔ 1905ء میں ڈوئی کا ایک لیفٹیننٹ ولبر وولیوا نے اس چرچ کی قیادت سنبھالی جب ڈوئی پر اسراف اور فنڈز کے غلط استعمال کا الزام لگایا گیا۔ اس کے بعد ڈوئی کی صحت خراب ہوگئی۔ اس کا انتقال 1907ء میں فالج کے حملے کی وجہ سے ہوا۔ جب کہ حضرت مرزا غلام احمد نے ڈوئی کے انتقال کے ایک سال بعد 73 سال کی عمر میں وفات پائی۔ ان کے پیروکار ڈوئی کے زوال اور موت کو اپنے بانی اور عقیدے کے لئے ایک عظیم فتح سمجھتے ہیں۔

• احمدیہ مسلم جماعت کے امریکی نمائندے امجد محمود خان صاحب نے کہا کہ دنیا بھر کے احمدیوں کے لئے اس مباہلہ نے بانی جماعت احمدیہ کے دعووں کی سچائی کی تصدیق کی۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے جو احمدی بچے دنیا بھر میں اپنے گھروں اور اپنی مساجد میں سن کر بڑے ہوتے ہیں۔

خان نے کہا ’’چاہے آپ میامی (Miami)، مین (Maine)، ساؤتھ ڈکوٹا (south Dicota) یا سیٹل (siattle) میں کسی احمدی سے بات کریں انہیں اس واقعہ کا ضرور پتہ ہوگا اور انہیں سمجھ بھی ہوگی کہ یہ کتنی بڑی فتح تھی۔‘‘

انہوں نے مزید کہا کہ یہ نہیں ہے کہ وہ ڈوئی کے انتقال پر خوش ہیں۔ ’’یہ قصہ اسلام پر جھوٹے الزامات کے مقابلے پر فتح ہے، اور یہ قصہ تعصب پر دعا کی فتح کا قصہ ہے۔

• خان نے کہا کہ عالمی احمدیہ جماعت کے موجودہ راہنما اور خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نئی مسجد کا افتتاح کرنے کے لئے زائن تشریف لائے ہیں۔

زائن کی احمدیہ کمیونٹی کو اپنی خواتین کی حمایت حاصل ہے جنہوں نے قائدانہ کردار سنبھالے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ افریقی امریکیوں کی بھی بڑی تعداد اس جماعت میں شامل ہے۔ زائن جماعت میں تقریباً نصف جماعت افریقی امریکن ہے۔

• احمدیہ مسلم جماعت کی خواتین کی صدر ضیاء طاہرہ بکر صاحبہ نے کہا کہ احمدی خواتین نے نئی مسجد کے لیے کل فنڈز کا تقریباً نصف حصہ دیا ہے۔ بکر جو افریقی امریکی ہیں نے تقریباً چالیس سال قبل اسلام احمدیت قبول کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ثقافت اور زبان کی رکاوٹوں پر قابو پانا مشکل نہیں ہے کیونکہ ان کے عقیدے نے تمام ثقافتوں کے احمدیوں کو ایک دوسرے سے محبت میں باندھ رکھا ہے۔ بکر نے کہا کہ میں نے جوانی میں چائے نہیں پی تھی اور نہ ہی مصالحہ دار کھانا کھایا تھا لیکن مجھے اب پسند ہے۔ جب آپ ایک دوسرے سے بات کرتے ہیں تو آپ یہ سب بھول جاتے ہیں کیونکہ آپ دل سے جڑے ہوتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ مباہلہ اور ڈوئی کی موت نے احمدی مسلمانوں کے لیے زائن شہر میں خدمت کرنے کے راستے کھول دیے ہیں۔

ہم دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں اور لوگوں کو بتاتے ہیں کہ انہیں ہم مسلمانوں سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بکر نے کہا ’’یہ ضروری ہے کہ ہم یہ کام اپنے بچوں کے لئے کریں تاکہ ہم ان تمام غلط فہمیوں کو دور کرسکیں۔‘‘

احمدی اپنے مینار کی تعمیر میں آگے بڑھ رہے ہیں جو انہیں امید ہے کہ اگلے سال مکمل ہو جائے گا۔ مینار اسلام کی عالمی علامت ہے۔ مینار کی تعمیر ڈوئی کے عیسائی یوٹوپیا کے وژن (Vision) کے بالکل برعکس ہوگی۔ جلد ہی زمین سے 70 فٹ بلند مسجد کا مینار ڈوئی کے ہی شہر کا سب سے اونچا مینار ہوگا۔

امریکن نیوز ایجنسی (Associated Press) AP کا یہ آرٹیکل امریکہ کے 200 اخبارات پرنٹ میڈیا میں اور 176 آن لائن اخبارات میں شائع ہوا ہے۔

• علاوہ ازیں کینیڈا میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ زائن اور مسجد فتح عظیم کے افتتاح کی کوریج بہت وسیع پیمانے پر ہوئی۔

• کینیڈا میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے 9 بڑے اخبارات اور 6 آن لائن publications اور ایک ریڈیو اسٹیشن کے ذریعہ دورہ زائن کی کوریج ہوئی اور کینیڈا میں 8 لاکھ 57 ہزار لوگوں تک یہ پیغام پہنچا۔

امریکہ کینیڈا کے علاوہ یو کے، یونان، سیرالیون، تائیوان، انڈیا، ہانگ کانگ، پیرو، فلپائن، ساؤتھ افریقہ، تنزانیہ اور ویتنام کے آن لائن اخبارات نے بھی کوریج دی ہے۔

• امریکن نیوز ایجنسی (Associated Press) App جس کے ذریعہ زائن مسجد کے افتتاح کی خبر ساری دنیا میں پہنچی ہے اس کا تعارف درج ذیل ہے۔
• یہ دنیا کی سب سے بڑی نیوز ایجنسی ہے۔
• یہ اب تک جرنلزم کی دنیا کا سب سے بڑا اہائی ایوارڈ Pulitzer Prize 56 مرتبہ جیت چکے ہیں۔
• یہ نیوز ایجنسی گزشتہ 172 سال سے قائم ہے۔
• اور دنیا کے سو سے زائد ممالک میں 203 لوکیشن پر ان کے 378 نیوز روم ہیں۔ ان کے Offices ہیں۔
• 3300 کی تعداد میں ان کے ملازمین ہیں۔
• یہ سالانہ 510 ملین ڈالرز Revenue جنریٹ کرتے ہیں۔
• Religion News Service کے صحافی نے ہفتہ کیم اکتوبر کی شام حضور انور کا انٹرویو لیا تھا۔ اس کے بعد اس نے انٹرویو درج ذیل ہیڈنگ کے ساتھ شائع کیا۔

Ahmadi Muslims innaugrate new mosque on site of historic "Prayer Duel"

یعنی کہ احمدی مسلمانوں نے تاریخی مباہلہ کے مقام پر نئی مسجد کا افتتاح کیا۔

Religion News Services کے قارئین کی تعداد ماہانہ 22 لاکھ ہے۔

اخبار نے لکھا:

• دو آدمیوں نے جو خدا کی طرف سے نبی ہونے کا دعویٰ کرتے تھے خدا سے اپنے دعووں کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے دعا کی۔ ایک الیگزینڈر ڈوئی تھا عیسائی پادری جس نے الینوئے (Illinois) میں زائن شہر کی بنیاد رکھی۔ اس کے مقابلے پر چیلنج دینے والے تھے مرزا غلام احمد صاحب بانی سلسلہ احمدیہ تھے۔ چیلنج یہ تھا کہ جو پہلے مرے گا وہ ہارے گا۔ چنانچہ ڈوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں اس حال میں مرا کہ اس کی فیملی نے بھی چھوڑ دیا تھا اور اس طرح اس چیلنج میں اس کی شکست ہوئی۔

• حضرت مرزا مسرور احمد جو جماعت احمدیہ کے خلیفہ ہیں نے فرمایا کہ اس مسجد کے نام پر جو فتح کا اشارہ ہے یہ ظاہر کرتا ہے کہ خدا کا حقیقی اور سچا آدمی کون ہے اور یہ کہ ہمیں تمام مذاہب کا احترام کرنا چاہیے۔

• لجنہ اماء اللہ خواتین کے گروپ نے مسجد کی تعمیر میں سب سے زیادہ حصہ ڈالا۔

• زائن ٹاؤن شپ سپر وائزر Cheri Neal کے مطابق ایک وقت تھا جب زائن کے کچھ باشندوں کو خدشہ تھا کہ احمدی مسلمان اس مباہلہ کی وجہ سے شہر پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ ان دنوں مباہلہ کا واقعہ زائن میں معروف نہیں ہے لیکن احمدیہ مسلم جماعت معروف ومشہور ہے۔ کہتی ہیں ’’اگر آپ ان کے دلوں کو جانتے ہیں تو آپ جانتے ہیں کہ یہ قبضہ کرنے کی کوشش نہیں ہے بلکہ یہ ان کی یہاں کے لوگوں کی خدمت کرنے کی کوشش ہے۔‘‘

اَللّٰهُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَبَارِکْ لَنَا فِیْ عُمُرِہٖ وَاَمْرِہٖ

(کمپوزر: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

عاطف وقاص۔ ٹورنٹو کینیڈا

آؤ! اُردو سیکھیں

سبق نمبر 64

حروف تخصیص

گزشتہ سبق میں ہم نے حروف تخصیص پر بات شروع کی تھی اس سبق میں ہم اس بحث کو مکمل کریں گے۔حروف تخصیص یہ ہیں:ہی، تو، بھی، ہر۔آج جس حرف سے بات شروع کی جائے گی وہ ہے:ہی یہ بعض اسما Nouns اور ضمائر جو کے ضمیر کی جمع ہے جس کو انگریزی میں Pronoun کہتے ہیں کے ساتھ مل کر مرکب الفاظ بناتا ہے۔مرکب الفاظ کا مطلب ہے ایسے الفاظ جو ایک سے زائد الفاظ سے مل کر بنیں مگر ایک مخصوص معنی دیں۔

کب سے کبھی، جب سے جبھی، اب سے ابھی۔ اسی طرح تب سے تبھی، سب سے سبھی، کہاں سے کہیں، وہاں سے وہیں، یہاں سے یہیں، وہ سے وہی، یہ سے یہی، اُس سے اُسی، اِس سے اِسی، تم سے تمھیں، ہم سے ہمیں، تجھ سے تجھی، مجھ سے مجھی، یوں سے یونہی وغیرہ۔

ان الفاظ کو جملوں میں استعمال کرکے ان کے فرق کو سمجھتے ہیں:

یہ وبادنیا سے کب جائے گی۔ یہ وبادنیا سے کبھی تو جائے گی۔ وہ جب آئے میرا پیغام اسے دینا۔ میں ان سے بات کررہا تھا جبھی پولیس اندر آئی۔ جب سے بارش ہوئی تب سے راستہ بند ہے۔ کسی کا خوف تھا تبھی تم خاموش رہے۔سب بچے پڑھ رہے ہیں سبھی بچوں کو اسکول کہاں میسر ہے۔ آواز کہاں سے آرہی ہے۔ کہیں سے آواز آرہی ہے۔ یہ چیزوہاں رکھ دو۔ وہ گیند وہیں سے پھینک دو۔ یہاں سے ہجرت کرکے کہاں جاؤ گے۔ یہیں پر اپنامکان تعمیر کرلو۔ وہ لڑکا یاد ہے۔ وہی جس نے تمھاری مدد کی تھی۔ یہ ایک نئی دکان کھلی ہے۔ یہی سب سے اچھی بھی ہے۔

امید ہے ان مثالوں سے آپ کو ان مرکب الفاظ کے معنوں کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ ایک لفظ بلکل اور ہی معنی دیتا ہے مگر جب حروف تخصیص یعنی Definite/indefinite articles کسی اسم، صفت وغیرہ کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں تو معنی بدل جاتے ہیں۔

اسمائے کیفیت

جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے یہ اسما یعنی Nouns ہیں۔ ہر زبان بنیادی طور پر اسما یعنی Nouns کا ہی مجموعہ ہوتی ہے۔ ان اسما کو کسی زبان میں ایک بنیادی اکائی کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ انھیں اسما کو مختلف زمانوں اور حالات کے مطابق گرامر کے اصولوں کے ذریعے آپس میں باربار جوڑا جاتا ہے۔ اب دیکھتے ہیں کہ اردو میں اسمائے کیفیت بنانے کے کیا کیا طریقے ہیں۔

1۔ افعال یعنی Verb کا مادہ اس وقت بنتا ہے جب ایک مصدر یعنی infinitive کی علامت نا کو ہٹا دیا جاتا ہے۔ اس مادے کو بطور اسمائے کیفیت کے استعمال کرتے ہیں۔ سادہ الفاظ میں ہارنا ایک مصدر یعنی infinitive ہے اس کا نا ہٹانے سے باقی رہ جاتا ہے ہار جو کہ ایک اسم یعنی noun ہے جو ایک کیفیت کو بیان کررہا ہے۔ جیسے اسے ہار قبول نہیں۔ ہار جیت کی باتیں نہیں کرو۔ یہاں جیتنا سے بنا ہے جیت جو ایک اسم کیفیت ہے۔مزید مثالیں:مار، پھیر، تاک جیسے اس کی تاک میں رہتا ہے، سیک جیسے یہاں آگ کا بہت سیک ہے، بول، لوٹ، روک ٹوک۔

2۔بعض اوقات علامت مصدر نا ہٹاکر درمیانی حصہ کو الف، ی وغیرہ کا اضافہ کرکے لمبا کردیتے ہیں اس طرح وہ ایک اسم بن جاتا ہے جیسے اترنا ایک فعل ہے اب اس کا نا ہٹادیں تو فعل کا مادہ بن جاتا ہے یعنی اتر اب اگر ت کے بعد الف کا اضافہ کردیں تو بن جائے گا اتار جیسے پانی کا اتار، قیمتوں کا اتار وغیرہ پس اتار ایک اسم کیفیت ہے۔ اسی طرح چلنا سے چل اور پھر چال، ٹلنا سے ٹل اور پھر ٹال جیسے اس نے مجھے ٹال دیا یعنی کوئی بہانہ کرکے کام میں یا التجا میں تاخیر ڈال دینا۔ ملنا سے مل اور پھر میل یعنی Company جیسے کہتے ہیں میل جول بڑھانا یعنی تعلقات بڑھانا یہی لفظ اگرم پر زبر سے پڑھا جائے تو اس کا مطلب ہے گندگی جیسے اس کے جسم پر بہت مَیل جمی ہے۔ اسی طرح اگر اسے جمیل یا ذلیل کی طرح پڑھیں جیسے میل تو اس کا معنی ہوگا فاصلہ ناپنے کی ایک اکائی جیسے ربوہ فیصل آباد سے کتنے میل Miles دور ہے۔ پس اس کے تین انداز اور معنی ہیں میل (male) بروزن تیل یعنی ملنا وغیرہ، میل (meel) بروزن جمیل یا کیل یعنی اکائی اور میل بروزن ذیل، لَیل، پھیل وغیرہ یعنی گندگی جوکسی چیز پر یا عضو بدن پر لمبا عرصہ صفائی نہ کرنے سے جم جاتی ہے جیسے گرد وغیرہ۔

3۔ اس طرح فعل کے مادے کے آخر میں الف کے بڑھانے سے بھی بعض اسم بنتے ہیں۔ جیسے جھگڑنا سے مادہ ہے جھگڑ اور اسم ہے جھگڑا اسی طرح پھیرنا سے مادہ پھیر اور اسم پھیرا یہاں پھیر اور پھیرا دونوں ہی اردو میں بطور اسم کے استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے یہ سب قسمت کا پھیر ہے یعنی چکر، چال یا طریق۔ اسی طرح یہ تمہارا لاہور کا دوسرا پھیرا ہے۔ یعنی دورہ، سیر، سفر وغیرہ۔مزدوری میں بھی یہ لفظ کثرت سے استعمال ہوتا ہے جیسے وہ گلیوں میں پھیرا لگا کر سبزی بیچتا ہے۔ پھیرا سے پھیری بھی استعمال ہوتا ہے جیسے اس پھیری والے کو بلاؤ۔ یہ باب اگلے سبق میں بھی جاری رہے گا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اور اخلاقی حالتوں کے دوسرے سرچشمہ کا نام قرآن شریف میں نفس لوامہ ہے جیسا کہ قرآن شریف میں فرماتا ہے وَلَآ اُقۡسِمُ بِالنَّفۡسِ اللَّوَّامَةِ (القیامہ:3)۔یعنی میں اس نفس کی قسم کھاتا ہوں جو بدی کے کام اور ہر ایک بے اعتدالی پر اپنے تئیں ملامت کرتا ہے۔ یہ نفس لوامہ انسانی حالتوں کا دوسرا سرچشمہ ہے۔جس سے اخلاق حالتیں پیدا ہوتی ہیں اور اس مرتبہ پر انسان دوسرے حیوانات کی مشابہت سے نجات پاتا ہے اور اس جگہ نفس لوامہ کی قسم کھانا اس کو عزت دینے کے لئے ہے گویا وہ نفس امارہ سے نفس لوامہ بن کر بوجہ اس ترقی کے جناب الٰہی میں عزت پانے کے لائق ہوگیا اور اس کا نام لوامہ اس لئے رکھا کہ وہ انسان کو بدی پر ملامت کرتا ہے اور اس بات پر راضی نہیں ہوتا کہ انسان اپنے طبعی لوازم میں شتر بے مہار کی طرح چلے اور چارپایوں کی زندگی بسر کرے بلکہ یہ چاہتا ہے کہ اس سے اچھی حالتیں اور اچھے اخلاق صادر ہوں اور انسانی زندگی کے تمام لوازم میں کوئی بے اعتدالی ظہور میں نہ آوے اور طبعی جذبات اور طبعی خواہشیں عقل کے مشورہ سے ظہور پذیر ہوں۔ پس چونکہ وہ بری حرکت پر ملامت کرتا ہے اس لئے اس کا نام لوامہ ہے یعنی بہت ملامت کرنے والا۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 317-318)

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معنی

بے اعتدالی: توازن سے ہٹی ہوئی حالت Imbalanced

اپنے تئیں: اپنے آپ کو، خود کو۔

حیوانات: حیوان کی جمع یعنی جانور۔

مشابہت سے نجات: یعنی ایسی حالت سے نکل جانا جوکسی دوسری چیز سے ملتی جلتی ہو یا ہوبہو اس جیسی ہو۔

بوجہ: یعنی اس وجہ سے۔

جناب الٰہی: اللہ تعالیٰ کے حضور۔

لائق: To qualify

طبعی لوازم: فطرت انسانی کے تقاضے۔

شتر بے مہار: ایک محاورہ ہے اس کے معنی ہیں بلا روک ٹوک ایک کام کرنا، بے قابو ہوکر زندگی گزارنا۔شتر کا معنی ہے اونٹ اور بے مہار یعنی جس کو قابو نہ کیا گیا ہو، سدھایا نہ گیا ہو اور وہ بے قابو ہوکر جدھر چاہے جائے۔

صادر ہونا: ظاہر ہونا، واقع ہونا۔ To execute to do

لوازم: ضروری چیزیں، ضروری مال و اسباب، ضروری سامان، وہ امور جو ضروری ہوں، ضروری نتائج۔ جیسے کھانا پینا، نکاح کرنا وغیرہ زندگی کے لوازم ہیں۔

ظہور: ظاہر ہونا، نمایاں ہونا۔

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

زائن کی وادیوں سے اسلام کا سورج طلوع ہوا

زائن کی وادیوں سے اسلام کا سورج طلوع ہوا
قریۂ ڈوئی کی گھاٹیوں سے اسلام کا سورج طلوع ہوا
اہلِ زائن کی تقدیر بدل دی مسجد فتح عظیم کی تعمیر نے
نعرہءِ تکبیر کی چنگاریوں سے اسلام کا سورج طلوع ہوا
سیلِ رواں مضطرب عشاق کے، درود و سلام کی گونج میں
امن و آشتی کی نداؤں سے اسلام کا سورج طلوع ہوا
نورِ سماوی کے مظہر، لختِ جگر مسیح الزماں کی تہجد میں
نیم شب کے بہتے اشکوں سے اسلام کا سورج طلوع ہوا
امامِ وقت کے ہاتھوں افتتاحِ مسجد فتح عظیم کی صورت
شیلو ہاؤس کی رہداریوں سے اسلام کا سورج طلوع ہوا
تائیدِ روح القدوس اور اُنس و وفا ءِ ختم الرسل سے
مرکزِ اہلِ تثلیث کی فضاؤں میں اسلام کا سورج طلوع ہوا
عہدِ مبارک خلیفۃ المسیح الالخامس میں پیشگوئی مسیح ہوئی پوری
لہراتے فتح و ظفر کے پرچموں سے اسلام کا سورج طلوع ہوا
شہر ڈوئی کے قلبِ قریہ میں اللہ کی توحید کی بنا رکھ کر
غلامان مسیح الزماںؑ کی اذانوں سے اسلام کا سورج طلوع ہوا
ڈوئی حرفِ غلط کی طرح مٹا، ریاضؔ دعاؤں کے اثر سے
نیم شب کی عاجزانہ دعاؤں سے اسلام کا سورج طلوع ہوا

ریاض احمد ملک

سگریٹ نوشی صحت کے لئے مضر ہے

حضور انور نے فرمایا کہ جو لوگ سگریٹ پیتے ہیں وہ اپنے آپ کو سخت نقصان پہنچا رہے ہیں اس لیے اگر کہیں ایسے خدام ہیں جو سگریٹ پیتے ہیں تو جماعت کو انہیں اس کے خطرے سے آگاہ کرنا چاہیے اور اس بری عادت کو چھوڑنے میں ان کی مدد کرنی چاہیے۔

(اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز، ڈائری عابد خان سے ایک ورق
مطبوعہ الفضل آن لائن 24/ اکتوبر 2022ء)

ایک سبق آموز بات

عزت و احترام کی درجہ بندی

لوگ اکثر آپ سے آپ کا شغل اور پیشہ اس لئے بھی پوچھتے ہیں کہ وہ یہ جان سکیں کہ آپ کتنا کما لیتے ہیں اور کتنے بااختیار ہیں تا کہ اسی حساب سے آپ کو اپنی زندگی میں اہمیت دے سکیں۔ انسان کی اوقات کا تعین اکثر اس کی معاشی حالت سے کیا جاتا ہے جو ایک شرمناک حقیقت بن چکی ہے یہ نہیں دیکھا جاتا ہے کہ وہ دعائیں اور فضل و برکت کتنی کماتا ہے جن کی موجودگی میں تھوڑا بھی بہت ہو جاتا ہے اور جن کی غیر موجودگی بہت سے کو بھی بہت تھوڑا کر دیتی ہے۔

مرسلہ: کاشف احمد

فقہی کارنر

نعش کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں:

مرزا ایوب بیگ صاحب ایک ہی ایسے خوش نصیب آدمی ہیں جن کی وفات مقبرہ بہشتی کے قیام سے کئی سال پہلے ہو چکی تھی مگر حضرت صاحب (اقدس مسیح موعود علیہ السلام) نے اجازت دی کہ ان کی ہڈیاں فاضلکا ضلع فیروز پور سے صندوق میں لا کر مقبرہ بہشتی میں دفن کی جائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں بلند درجات نصیب کرے۔

(ذکر حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صفحہ 7 حاشیہ)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

طلوع وغروب آفتاب

27/اکتوبر2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:04	17:47
مدینہ منورہ	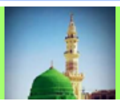	05:07	17:45
قادیان		05:18	17:44
ربوہ		04:58	17:24
اسلام آباد ٹلفورڈ	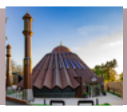	06:17	17:47